رباعیات

مولانا اکبر الہ آبادی

از تصنیف

عالیجناب لسان العصر خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر

الہ آبادی مرحوم و مغفور

صاحبِ قوسِ بیانی شیخ الہ بخش ثانی لاہوری

بفرمائش

شیخ جان محمد الہ بخش تاجران کتب لاہور

بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ دروازہ

۱۹۲۸ء

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD DN

CHECKED 1993

http://www.muftbooks.blogspot.com/

[illegible]

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] رجال و تاریخ سے مرتب کیا ہے
[illegible] کی حدیثیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار
[illegible] اس کتاب کی فہرست مضامین پڑھنے [illegible]
[illegible] قیمت مجلد [illegible]

مراۃ العارفین فی ملتمس زین العابدین مترجم اردو۔ یہ کتاب عربی میں تصنیف لطیف جگر گوشہ رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم و نور دیدہ علی مرتضیٰ جناب سید الشہداء محبوب بارگاہ کبریا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے۔ اور منازل سلوک میں اعلیٰ پایہ رکھتی ہے جسکو حضرت سید الشہداء نے اپنے نور العین امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر تحریر فرمایا تھا جس کا ایک قلمی نایاب نسخہ جب ہمیں دستیاب ہوا۔ تو چاہتے تھے کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے کوئی حضرت کا نام لیوا خالی نہ رہے۔ اس کو صحیح کر کے بین السطور اردو ترجمہ کیا اور شائع کیا ہے قیمت صرف ۴ر

خلافت اور اسلام (نظم و نثر) مصنفہ ڈاکٹر سر اقبال جسمیں بتایا گیا ہے کہ جمہوریت اسلام اور آئین انتخاب خلیفہ مذہب و سیاست کا مشترک و واحد مطمع نظر ہے قیمت ۳ر

نظم درد دل۔ علامہ ڈاکٹر سر اقبال پڑھئے اور درد دل پر ہاتھ رکھئے قیمت ۲ر

رباعیات حکیم عمر خیام مع حالات حکیم مرحوم۔ شروع کتاب میں حکیم مرحوم کے نہایت صحیح و مستند اور دلچسپ حالات دیئے گئے ہیں جن سے علامہ شبلی مرحوم کی کتاب شعر العجم تک خالی ہے رباعیات حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب وار درج کی گئی ہیں۔ ہر رباعی درد کی پوری تصویر ہے۔ اور نشتر کی مانند دل پر چبھتی ہے۔ آخیر کتاب میں حکیم مرحوم کا گہرہ اشعار کا ایک تڑپا دینے والا فارسی قصیدہ کیا گیا ہے جو حکیم مرحوم کی دیگر طبع شدہ رباعیات میں نہیں کاغذ وغیرہ عمدہ مجلد [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عذر گناہ

صحت نامہ رباعیات مولانا اکبر الہ آبادی

صفحہ کتاب	سطر شعر	مصرعہ	غلط	صحیح	صفحہ کتاب	سطر شعر	مصرعہ	غلط	صحیح
۳	۵	اول	میں کیا	میں ہیں کیا	۳۷	۷	اول	دھٹائی	ڈھٹائی
۳	۶	اول	کئے	کہئے	۳۸	۱	دوم	فرفت	فرقت
۵	۱۶	دوم	ہم نے سب	ہم نے بھی سب	۳۸	۱۰	اول	سرتیں	مسرتیں
۶	۳	دوم	آپس ہی کے	آپس ہی کی	″	۱۲	دوم	گر	نگر
۷	۵	اول	رئیسوں کی ایچ	رئیسوں کی اچیچ	۳۹	۵	دوم	کو رکھا	سکو
-	-	-	-	-	″	۸	اول	بمجد	بمجد
۸	۱۴	دوم	ساتھ رہنا	ساتھ بہتا	۴۰	۴	دوم	دل میں	دل کو
۹	۱۵	اول	قیر	فیر	″	۵	اول	بخت	بحث
۱۲	۲	اول	تو نہیں	تو ہیں	″	۸	اول	سن وہ	سُن کردہ
۱۵	۱۰	اول	ونا	وفا	۴۱	۶	اول	دحتی	یا حی
۱۹	۱۶	دوم	خرابے بسیار	خرابے بسیار	۴۲	۸	اول	ان کا بیزلیں	ان کی شیزلیں
۲۲	۱۰	دوم	یا پہنیں	یا پہین	″	۱۴	اول	اکس	سکس
۲۳	۱۳	″	بخوش وخروش	بجوش وخروش	″	۱۴	دوم	لومی	لُومے
۲۴	۱۵	″	امر واقعی	امر ہے واقعی	۴۴	۲	دوم	پو اپنے یارو	لو اسے یارو
۲۵	۵	اول	بات	مات	″	۳	دوم	!	لیا
۲۶	۵	دوم	بیچ کر	بیچ کے	″	۴	دوم	المت	ظلمت
″	۱۶	اول	انس لو	اس کو	″	۵	اول	ہو یا نہ منو	منو یا نہ منو
۲۷	۶	دوم	رونی	روبی	۴۶	۸	اول	بنا سکتے	بنا سکے
″	۱۶	دوم	دولت	ملت	″	۱۱	اول	دیگھی	دیکھی
۲۹	۱۳	اول	بھا اک	تھا کل اک	۴۷	۱۰	اول	چھو	چھوڑ
۳۱	۹	اول	خصال یہ	خصال ہیں یہ	۴۹	۵	اول	کو سلام	کو تم سلام
″	″	دوم	روش کے	روش کی	″	۱۰	دوم	قوال کو	قوال کی
″	۱۰	اول	سکو	×	″	۱۶	اول	دفت	وقت
″	۱۲	دوم	کیا سمجھیں	کیا وہ سمجھیں	″	۱۴	دوم	سے سب	ہے سب
۳۲	۱	دوم	سب	سبب	۵۰	۹	دوم	پری	پھیری
۳۲	۲	دوم	سے اٹھے	سے اب آٹھے	″	۱۶	دوم	بات کو	بات کی
″	۱۳	اول	بڑا	بُرا	۵۱	۱	دوم	نہ سہین	نہ سہی
۳۴	۵	دوم	ب	اب	″	۸	اول	غضبت ہے	غضب یہ ہے
۳۴	۱۰	دوم	میں	ہیں	۵۳	۶	دوم	گگر	کمر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نمبر صفحہ	نمبر سطر	مصرع	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	نمبر سطر	مصرع	غلط	صحیح
۵۴	۸	اول	لن	کن	۶۹	۱۳	دوم	خوب برجستہ	خوب و برجستہ
″	۱۴	دوم	خوں انتظامی	خوش انتظامی	۷۰	۳	اول	بڑا ہے	پڑا ہے
۵۵	۵	دوم	چھڑا	چھُرا	″	۱۴	اول	بیہ	یہ
″	۸	اول	چھڑی	چھُری	۷۴	۱۱	″	سمجھیے	سمجھئے
″	۱۴	دوم	ہے فقط	ہے تو فقط	۷۵	۱۳	″	سلوتو	سلونو
″	۱۵	″	پیمانہ سے	پیمانۂ مے	۷۸	۱۰	″	کرڑیوں	گڑیوں
۵۷	۵	اول	آک بھوتی	ایک بھوتی	۷۹	۱۲	دوم	نہیں	بھی
″	۷ / ۹	دوم / اول	عمرِ شیکہ / یورپکی	عمرِ شکمہ / یو-پی	۸۱	۱۴	″	ہے اس	ہے اور اس
″	۱۳	″	ہم ہیں	ہم نیں	″	۱۶	اول	کرڈہی	کررہی ہے
″	″	دوم	خستہ خوئی	خجستہ خوئی	۸۲	۶	″	خوشی	خوش
۵۸	۳	اول	مطلب کی بات	مطلب کی	″	۹	″	جرح	حرج
″	۶	دوم	باو	پا	″	۱۱	″	لکھی	کہی
۶۱	۴	اول	اور صانع	اے صانع	۸۴	۲	″	نہیں	ہنسیں
″	۷	اول	خیالِ قام	خیالِ خام	″	۷	″	سے	جیسے
۶۲	۳	اول	اِدھر سے	اِدھر ہے	۸۵	۴	دوم	د	وہ
″	۳	″	حسن قافی	حسن قوافی	۸۵	۹	اول	مٹہ خور	مردہ خور
″	۸	دوم	معافی	معانی	۸۶	۱۳	″	بھیل کر	چھیل کر
۶۴	۱	اول	تجھیر	تچھیر	۸۷	۱	دوم	ناتوالی	ناتوانی
۶۵	۱۵	دوم	پالیسی اڑجائے	پالیسی میں اڑجائے	۸۸	۳	اول	بجیں	بجنیں
۶۶	۱۶	دوم	ستم	مسلم	″	۱۱	″	خیالِ قام	خیالِ خام
۶۷	۸	″	پڑھی جاتی	پڑھی جاتی ہے	۸۹	۱۶	″	ہے بہت	ہے جیب بہت
۶۸	۲	″	برشغل	بجز شغل	۹۰	۱۴	″	لعو لعب	لہو و لعب
۶۹	۷	اول	آتی ہے	آنی ہے	•	•	•	•	

نوٹ (۱) کل رباعیات ۶۹۸ ہیں۔ تین رباعیات دوبارہ درج ہو جانے کے باعث انکی تعداد ۷۰۱ ہو گئی ہے۔ صفحہ ۵ کی رباعی نمبر ۶۔ صفحہ ۱۴۔ نمبر ۳ پر دوبارہ درج ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس صفحہ ۱۷ پر رباعی نمبر ۶۔ صفحہ ۷۷ پر اور صفحہ ۸۶ کی رباعی نمبر ۳۔ صفحہ ۹۰ پر دوبارہ درج ہے۔ ناظرین درست کر لیں۔

نوٹ (۲) رباعیات کے اوزان ۲۵ ہیں۔ مگر اس کتاب میں بہت سی رباعیاں ایسی بھی نکلیں گی جن کو ان مقررہ اوزان کے مطابق رباعیات نہیں کہا جاسکتا۔ مگر چونکہ مولانا اکبر مرحوم اشعار کہنے میں اپنی طرز کے خاص موجد ہیں۔ اس لئے ردیف قافیہ کے باعث ان کو رباعیات میں درج کر دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ ماہران علم عروض میری اس غلطی کو معاف فرما کر چشم پوشی سے کام لیں گے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دیباچۂ مرتّب

۱۹۰۹ء کا ذکر ہے کہ کارپردازانِ رسالہ مخزن مرحوم نے جناب لسان العصر خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی پنشنر جج و آنریری فیلو الہ آباد یونیورسٹی کی صرف اخلاقی رباعیات کا ایک مجموعہ خورد تقطیع پر شائع کیا تھا۔ جو کئی سال سے ختم ہے۔ ۱۹۲۱ء میں جب فخرِ ملک و ملت مولانا صاحب موصوف نے وفات پائی۔ تو مجھے از سرِ نو ان کی تمام رباعیات کی تدوین و جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ میں ابھی اپنی کوششوں میں ناکامیاب ہی تھا۔ کہ ۱۹۲۳ء میں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے رباعیات مولانا اکبر امتحان انٹرانِ اردو میں بطور نصاب تعلیم داخل کر دی گئیں۔ اور طلبا کی طرف سے ان کی مانگ شروع ہو گئی۔ اور دوسری طرف تمام علم دوست اصحاب کو بھی ان کا شائق پایا تو جیسا کچھ مجھ سے بن پڑا۔ رباعیات کا یہ نادر تحفہ طلبا اور عام فنا ئقین کی تفننِ طبع کے لئے علمی ضیافت کے دسترخوان پر چن دیا ہے۔ اب ان کا فرض ہے۔ کہ خود سیر ہو کر کھائیں اور اپنے احباب کو بھی کھلائیں۔ بالفاظ دیگر اس کی قدردانی کریں۔ اور بذریعہ اشاعت قدردانی کا ثبوت دیں +

رباعیات کیا ہیں اور کن خیالات کا مجموعہ ہیں۔ اس پر تفصیل سے بحث کرنا اس شخص کا کام ہے۔ جو آپ کی نئے رنگ کی عالمانہ اور لاثانی شاعری پر جس نے آپ کو لسان العصر مشہور کر رہا ہے مستقل تبصرہ کرے۔ رباعیات کے ایک ایک مصرعہ کے اندر جیسا کہ حقیقت شناس طبائع خود معلوم کر لینگی۔ زمانے کی رفتار کے مطابق خیالات کا ایک گنج بے پایاں مخفی ہے +

کہیں حکمت و ظرافت کی چاشنی ہے۔ اور کہیں قدیم و جدید تہذیب معاشرت سموئی ہوئی ہے۔ وہ اپنے اشعار میں حضرت شیخ سعدیؒ کے مقولہ زمانہ با تو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نہ نسازد تو با زمانہ بساز پر پورے پورے پابند نظر آتے ہیں۔ آپ مغربی تعلیم و تہذیب کے حامی ہیں مگر خذ ما صفا و دع ما کدر کی حد تک مغرب کی بادہ پرستی اور بے اعتدالانہ روش کے سخت مخالف ہیں۔ اور قومی خصائص و اخلاقی اوضاع کی محافظت کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا کے ہر واقعہ کو مشرقی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ظریفانہ انداز بیان اور مذاقیہ رنگ میں بات ایسی اچھوتی اور عمدہ کہتے ہیں کہ نوجوان سے لیکر بوڑھوں تک بڑے چٹخارے لیتے اور مرحبا اور جزاک اللہ کہہ اُٹھتے ہیں ؎

رباعیات ردیف وار درج کی گئی ہیں اور تعداد میں ۱۰۷ ہیں۔ مگر پھر بھی مجھے یقین ہے کہ کئی ایک رباعیات اندراج سے رہ گئی ہیں۔ اگر وہ دستیاب ہو گئیں اور اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے اس کے دوسرے ایڈیشن کی توفیق دی۔ تو اس میں ردیف وار شامل کر کے کتاب کو ظاہری و باطنی خوبیوں میں اور بھی زیادہ دیدہ زیب و دلپذیر کر دیا جائیگا۔ فقط

بندہ الٰہ بخش
(سابق متعلم اسلامیہ کالج
لاہور)

لاہور۔ امام منزل
مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۲۴ء

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعیات لسان العصر مولانا اکبر الہ آبادی

رباعی

بنائے کار جہاں کو خراب ہی دیکھا
ہمیشہ ہم نے یہاں انقلاب ہی دیکھا
ہم انقلاب کے شائق نہیں زمانے میں
کہ انقلاب کو بھی انقلاب ہی دیکھا

ایضاً

وہ شعلۂ شوق کا سینے میں مشتعل نہ رہا
تری نظر نہ رہی وہ مرا وہ دل نہ رہا
ملا جو خانۂ تن خاک میں تو ملنے دو
یہ رنج کیا ہے زندانِ آب و گل نہ رہا

ایضاً

دنیا کے مباحث پہ مری نظروں میں کیا
اتنا تو کوئی پہلے بتائے مجھے میں کیا
تو کئے اگر وقعتِ عاشق نہیں دل میں
یہ کون سی سیکھی ہے زبان آپنے تین کیا

ایضاً

ستم دور گردوں کے سہ جاؤں گا
جو گزرے گی دل پر وہ کہہ جاؤں گا
دعا ہے کہ مرکر بھی رہ جاؤں کچھ
وگرنہ یوں ہی مر کے رہ جاؤں گا

ایضاً

ہمیشہ آپ کے آگے میں دست بستہ رہا
اگر دل آپ کے قابو میں تھا شکستہ رہا
ذرا تو پختہ شریفوں کو باغ دہر میں دیکھ
انہیں کا حال ہر اک سے زیادہ خستہ رہا

ایضاً

خوشی سے باخبر ملنے پہ راضی ہو نہیں سکتا
خیال دین و عزت امر راضی ہو نہیں سکتا
عمل بیجا اگر ہو روکنا واجب ہے اکبر کو
امیدوں پر مگر کچھ حکم قاضی ہو نہیں سکتا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

اِس دل پہ جو پھنسی ہے کسی زلفِ دوتا کا
سودا مرے دلولے کو ہے دامِ بلا کا
انکارِ وصل اُن کے لبوں پر یہ نہیں ہے
پیغام میں سنتا ہوں مسیحا سے قضا کا

ایضاً

نہ پروانے سے محفل اور نہ بلبل سے چمن چھوٹا
مجھی سے جلسۂ رنگین یاران وطن چھوٹا
وہ ترچھی نظروں سے دیکھا کئے اور میں رہا بسمل
نہ بیتابی گئی مری نہ اُن کا بانکپن چھوٹا

ایضاً

کیا تم سے کہیں جہاں کو کیسا پایا!
غفلت ہی میں آدمی کو ڈوبا پایا!
آنکھیں تو بے شمار دیکھیں لیکن
کم تھیں بخدا کہ جن کو بینا پایا!

ایضاً

اونچا نیت کا اپنی زینہ رکھنا
احباب سے صاف اپنا سینہ رکھنا
غصہ آنا تو نیچرل ہے اکبر!
لیکن ہے شدید عیب کینہ رکھنا

ایضاً

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہلِ غیرت سے یہی
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا

ایضاً

رشوت ہے گلوئے نیکنامی کا چھرا
عیاشی ہے بدی کے پیٹے کا دھرا!
ہرچند کہ بے محل خوشامد ہے بری
گستاخ مگر خوشامدی سے بھی برا

ایضاً

ہرچند محلِ انقلابات رہا!!
گھٹنے بڑھنے کا پیچ دن رات رہا
چھوڑیں نہیں منزلیں قمر نے اپنی
ذی رتبہ و صاحب مقامات رہا

ایضاً

آزاد سے دین کا گرفتار اچھا!
شرمندہ ہو دل میں وہ گنہ گار اچھا
ہرچند کہ زور بھی ہے اک خصلت بد
واللہ کہ بے حیا سے مکار اچھا

رباعی

انقلاب جہاں کو دیکھ لیا !!
جب دُنیا سے قلب پاک ہُوا
گل کلی کھل کے ہو گئی تھی پھول !!
پھول کمھلا کے آج خاک ہُوا !

ایضاً

ننھا سا سر میں کمال وہ تو سلطان بنا
ننھا دل ہیں جمال وہ مسلمان بنا
لذت طلبی سے نفس رندی پہ جھکا
ننھا پیٹ بہت حریص شیطان بنا

ایضاً

مذہب کو لیا تو بحث میں سر ٹوٹا
چاہی اصلاح تو خدا ہی چھوٹا !
شکوہ ہم غیر کا کریں کیا اکبر !
قسمت ہی نے ہم کو ہر طرح سے لوٹا

ایضاً

رسوا وہ ہوا جو مست پیمانہ ہُوا
لپکا جو سائے پر وہ دیوانہ ہُوا
انگلینڈ سے اپنا دل جو لایا نہ درست
محروم اُدھر اِدھر سے بیگانہ ہُوا

ایضاً

مجلس میں خیال بادہ نوشی پایا
مکتب میں سر سخن فروشی پایا
مسجد میں اگرچہ امن تھا اے اکبر
لیکن اک عالم خموشی پایا

ایضاً

ابتداءً عالم ہستی میں میں بیہوش تھا
ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے
بعد ازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

ایضاً

یہ بو مرے گھر نہ اے شرابی پھیلا !
ہے تیرا دہن نجاستوں کا تھیلا
ہر لحظہ طلب شراب کی ہے تجھ کو
ہر دم ترے منہ سے ہے نکلتا مے لا

ایضاً

مصحف مسلم نے کھولنا چھوڑ دیا !
بنئے نے ٹھیک تولنا چھوڑ دیا
حاکم نے کہا نہ بولو ان سے ہرگز
ہم نے سب سے بولنا چھوڑ دیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

میرے نزدیک یہ پنجاب کا بلوا ہی بڑا
ساتھ ہی اس کے علیگڈھ کا چلوا بھی بڑا
آپ اظہار وفا کیجئے تمکین کے ساتھ
لیٹ جاتا کبھی پڑا ناز کا جلوا بھی بڑا

ایضاً

سررشتۂ اتحاد ہم سے چھوٹا!!
آپس ہی کے خانہ جنگیوں نے لوٹا
قرآں کے اثر سے روک دینے کیلئے
ہم لوگوں پہ راویوں کا لشکر ٹوٹا

ایضاً

بس ان قصوں کا کیا حاصل اب ان باتوں کا کیا رونا
یہی مرضی خدا کی تھی یہی قسمت میں تھا ہونا
کہاں کی دولت و ثروت کہاں کی عزت و حشمت
میسر ہیں تجھے دو روٹیاں بس گھر کا ہے کونا

ایضاً

نہ حرف شکوہ بہتر ہے نہ اچھا اشک کا بہنا
ہمارے دن یہی ہیں رنج سہنا اور چپ رہنا
خدا کیواسطے اکبرؔ کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
سنی باتوں کا کیا سننا کہی باتوں کا کیا کہنا

ایضاً

کالج میں کسی نے کل یہ نغمہ گایا!
قومی خصلت کا سر سے اٹھا یا سایا
کہتے تھے ولد کو لوگ سرٌّ لابیہ[1]
سرٌّ للماسٹر کا اب وقت آیا!!

[1] الولد سرٌّ لابیہ حدیث ہے یعنی جیسا باپ ویسا بیٹا

ایضاً

بہائے جو نگاہ کو وہی رنگ اچھا
لائے جو راہ پر وہی ڈھنگ اچھا
قرآن و نماز سے اگر دل نہ ہو گرم!
ہنگامۂ رقص و مطرب و چنگ اچھا

ایضاً

مجھے انگلش سے جب موقع نہیں ہے گرمجوشی کا
تو پھر کیا لطف ہے اے ہمنفس اس بادہ نوشی کا
تکلف سے جواب اسنے دیا سنکر کہ اے اکبرؔ
ادا کرتا ہوں میں یہ حق فقط پتلون پوشی کا

ایضاً

سید کو فلک نے تھمنے نہ دیا
تہذیب کو پھر دوبارہ جمنے نہ دیا!
ملت کی شکست میں مدد دی کال!
بننے لگی قوم جب تو نے بننے نہ دیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

گھر میں ہمیں چرخ نے ٹہلنے نہ دیا! ۔۔ باہر کی طرف چلے تو چلنے نہ دیا!
کالج نے بٹھا دیا جو مانند شجر! ۔۔ کچھ پھول چلے تھے اس نے پھلنے نہ دیا

ایضاً

کچھ بھی نہیں چاہتے وہ چندے کے سوا ۔۔ اس باغ میں کیا دھرا ہے پھندے کے سوا
گلچیں ہے ہر اک نہیں ہے بلبل کوئی ۔۔ اس نکتہ کو کون سمجھے بندے کے سوا

ایضاً

رئیسوں کی ایچ ہے یہ ترانہ ہے نہ شملے کا ۔۔ نہ یہ پودا ہے گلشن کا نہ یہ بوٹا ہے گملے کا
ہمارے حضرت شیخ مہذب کی ذہانت ہے ۔۔ خدا انہیں چمکدے یہ بھی اک طرہ ہے شملے کا

ایضاً

پردے کا کیا ہے خود ارٹنگا پیدا! ۔۔ خود ہم نے کیا ازار اور انگا پیدا
کیا خوب کہا ہے مولوی مہدی[1] نے ۔۔ نیچر نے کیا ہے ہم کو ننگا پیدا

ایضاً

اسمال[2] نہیں گر بٹ[3] ہونا اچھا! ۔۔ دل ہونا برا ہے پیٹ ہونا اچھا
پنڈت ہو کہ مولوی ہو دونو بیکار ۔۔ انسان کو گر بجوایٹ[4] ہونا اچھا

ایضاً

سنتا نہیں کچھ کسی سے بڑھ بڑھ کے سوا ۔۔ کہتا نہیں کوئی کچھ بھی پڑھ پڑھ کے سوا
پڑھنے کا نہ ٹھیک اصول، بڑھنے کی نہ راہ ۔۔ اور قبلہ کوئی نہیں علیگڈھ کے سوا

ایضاً

جب پڑی قومی مصیبت تو کسی نے کیا کیا ۔۔ سب ہوئے اندوہگیں خونِ جگر سب نے پیا
ہاں جو شاعر تھے انہوں نے نالہ موزوں کیا تھا ۔۔ داغِ دل کو آسمانِ نظم پر چمکا دیا!

ایضاً

اشارہ ہے یہی بادِ صبا کا ۔۔ چمن اک رنگ ہے اُس کی ادا کا
نسیمِ صبح گاہ ہی وجد میں ہے ۔۔ عجب مطلب ہے بلبل کی صدا کا

---

[1] مولوی مہدی علیخاں مرحوم رئیس حمائیس اور وکیل الہ آباد +
[2] انگریزی لفظ Small بمعنی چھوٹا +
[3] انگریزی لفظ Great بمعنی بڑا
[4] ڈگری یافتہ انگریزی یونیورسٹی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

عجیب برق بلا تھا نظارہ اُس مس کا
وجود ہی نہ رہا دل میں دین کے حس کا
نسیم وگل کے تعلق پہ یہ نہیں غمّاز
خدا زیادہ کرے نور چشم نرگس کا

ایضاً

خرد کی تفرقہ جوئی سے انتشار رہا
ہمیشہ مجھ پہ یہ کم بخت ہوش بار رہا
نشانِ شوکتِ انسان بنے تو مٹ بھی گئے
خدا کا نام ہی عالم میں برقرار رہا

ایضاً

بانکپن دل میں عقیدوں پہ وہ جوبن نہ رہا
کی ترقی تو بہت پر وہ میاں پن نہ رہا
لان ٹینس کے بن گئے شاہی گلزار
ساتھ سبزے کے ہجوم گل و سوسن نہ رہا

ایضاً

تیغیں نیام میں ہیں انداز جنگ بدلا
خاموش ہیں زبانیں محفل کا رنگ بدلا
مائی کو پوت کی اب مطلق خبر نہیں ہے
اسٹیمروں سے مل کر انداز گنگ بدلا

ایضاً

دنیا سے ہمیں نے کچھ بھی نہ چاہا
دل ہی نہ ابھرا جی ہی نہ چاہا !
اس میں برائی کیا تھی جو ہمیں نے
احیائے رسمِ دیرینہ چاہا !

ایضاً

چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری بھول جا
شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا
چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا

ایضاً

لیلیٰ نے سایہ پہنا مجنوں نے کوٹ پہنا
ٹوکا جو میں نے بولے بس بس خاموش رہنا
حسن و جنون بدستور اپنی جگہ ہیں لیکن
ہے لطف بجز ہستی فیشن کے ساتھ رہنا

ایضاً

مسلم ہے مگر بات نبی کی نہیں سنتا
لڑکا ہے مگر اپنے ولی کی نہیں سنتا
ہاں آپ جو فرمائیں تو سب ہیں ہمہ تن گوش
آپس میں تو اب کوئی کسی کی نہیں سنتا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

اس دورِ فلک میں کوئی کیا دیکھے گا !
جو کچھ دکھلائے گا خدا - دیکھے گا !
رنجیدہ ہے جس نے ابتدا دیکھی ہے
بے حس ہوگا جو انتہا - دیکھے گا !

ایضاً

اثباتِ خدا کو منطقی اٹھ نہ سکا ! !
خاک حیرت سے ذہن ہی اٹھ نہ سکا
اللہ رے نزاکتِ وجود باری ! !
ثابت ہونے کا بار بھی اٹھ نہ سکا

ایضاً

بوئے گل میں فسوں ہی وہ نہ رہا
موسم بدلا جنون ہی وہ نہ رہا !
سینے میں وہ دل کہاں سے آئے اکبر
جب اپنی رگوں میں خون ہی وہ نہ رہا

ایضاً

ہمکو ابرو کی کجی نے مارا !
شیخ صاحب کو جی نے مارا
خانۂ دین ہوا القصہ تباہ !
آئی آواز کہ اناللہ ! !

ایضاً

فتح عرب پہ گو ہے تمہیں شوق نازکا
بہتر ہے اُس سے ذوق درود و نماز کا
گردن اٹھائے نہ بت پالٹیکس میں
سجدیں اب ہے کام جبینِ نیاز کا

ایضاً

وقت ہی پر ہر ایک کام اچھا
آسمان کا پروگرام اچھا
قرب ہے جن کو تختِ شاہی سے
دور ہی سے انہیں سلام اچھا

ایضاً

کرتے نہیں کوئی ان میں ذکرِ مولے
ہے مانگ روپے کی غل ہے دس لا سولا
مجلس ہے یہی تو اس سے عزلت بہتر
دنیا ہے یہی تو ترکِ دنیا اولے

ایضاً

قوم پر ممبری کا قبضہ ہوا !
کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
شیخ جی مر گئے کمیٹی میں ! !
غل مچا خاتمہ بخیر ہوا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

بنگالی ہاتھ میں قلم لے تو کیا!
ہندی کی نجات ہے نہایت مشکل
مسلم جو مثالِ بزم جم لے تو کیا
سو مرتبہ مر کے وہ جنم لے تو کیا

ایضاً

گذرا ہے میری نظر سے سب کا جلوا
کہتا ہے عجم ـ عجم میں ہے جم موجود
سب سے بہتر روز و شب کا جلوا
کہدو کہ عرب میں دیکھ رب کا جلوا

ایضاً

غم کیا جو آسمان ہے مجھ سے پھرا ہوا
مغرب نے خوردبین سے کمر انکی دیکھ لی
میری نظر سے خود ہے زمانہ گرا ہوا
مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہوا

ایضاً

خانۂ امید آتا ہے نظر اُجڑا ہوا !
کیا کسی بزمِ طرب میں ہو دل ہیں اے اکبر شریک
دل کو حیرت ہے کہ یا اللہ کیا تھا کیا ہوا
آنکھ بھی روئی ہوئی ہے دل بھی ہے تڑپا ہوا

ایضاً

بزم ہستی میں مرے پیشِ نظر کیا کچھ نہ تھا
بے تعلق منزلِ ہستی سے گذرا دل میرا
دیکھتے ہی دیکھتے لیکن جو دیکھا کچھ نہ تھا
اُس کی نظروں میں مزا وار تمنا کچھ نہ تھا

ایضاً

نہیں ہے کام زباں کا کچھ اب دعا کے سوا
کبھی کرینگے نہ وہ میرے دل سے ہمدردی
نظر کسی پہ نہیں ہے مری خدا کے سوا
کوئی علاج نہیں ترک مدعا کے سوا

ایضاً

میں کیا کہوں اُسے اور کیا کروں گلا اُس کا
اگرچہ دل کو ہے سودا اُسے بُرا نہ کہو
مجھے ہنوز پتہ ہی نہیں ملا اُس کا
کسی کی زلف سے ملتا ہے سلسلہ اُس کا

ایضاً

میں نام سعی کا اپنی خدا نہ رکھوں گا
ادائے شکر تو سمجھونگا فرض وعدوں پر
جو بن پڑیگا مگر وہ اٹھا نہ رکھوں گا
امید آپ سے لیکن ذرا نہ رکھوں گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

خدا طالب نہیں تم سے مقفّٰی بات کرنے کا
وہ اُس سے خوش ہے جسکو شوق ہے خیرات کرنے کا
خلاصہ ہے یہی ساری شریعت اور حکمت کا
وہی بندہ ہے اچھا شوق ہو جسکو عبادت کا

ایضاً

کل کی امیدوار ہے دنیا!
عالم انتظار ہے دنیا!!
بے خبر رکھتی ہے حقیقت سے!
ہوش پر میر سے بار ہے دنیا!!

ایضاً

سمجھا تھا میں کہ وقت جو آیا گذر گیا
کہتا ہے فلسفہ کہ تجھی میں ٹھہر گیا
کہتا ہے جسکو وقت ترا ہی ظہور ہے
داماں عمر تیری ہی ہستی سے بھر گیا

ایضاً

طرز عمل پہ ہم نے کبھی غور کیا کیا
جو نفس نے کہا وہ کیا اور کیا کیا
ہم سے گناہ گار کی قوت جو چھین لی!
بیشک خدا نے رحم کیا جور کیا کیا!

ایضاً

پولٹیکل سروں سے ہرگز نہ ساز کرنا
وہ چند ہے جو چاہے بلبل کو باز کرنا
موسم جو ہو مخالف ہرگز نہیں مناسب
منقار کو قرینِ آہنگ ناز کرنا!

ایضاً

مٹی کو آگیا ہے روحوں کو پھانس لینا
سب کے گلے پڑا ہے دن رات سانس لینا
ہوش و خرد کا نزلہ تکلیف دے رہا ہے
جائز سمجھ لیا ہے یاروں نے کھانس لینا

ایضاً

بتانِ دہر سے مجھ کو تمتع ہو نہیں سکتا
خلوص امکان سے باہر تمتع ہو نہیں سکتا
محیطِ دہر میں کتنا خطوں کا ہے غلط راہی
جو رُخ ہو جانبِ مرکز تقاطع ہو نہیں سکتا

ایضاً

تنگ دنیا سے دل اس دورِ فلک میں آگیا
جس جگہ میں نے بنایا گھر سڑک میں آگیا
آسمان کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
عرش باقی تھا سو وہ بھی حدِ شک میں آگیا

رباعی

واقف کبھی خوشی سے مرا دل نہ ہو سکا
لیکن یہ غم ہی کیا ہے کہ غافل نہ ہو سکا
تو نہیں سہہ کے دیر میں پائے ہی کچھ عروج
افسوس ہے کہ دل متحمل نہ ہو سکا !

ایضاً

فراغِ طبع ہمکو اپنے ہی غم سے نہیں ملتا
کسی سے ہم نہیں ملتے کوئی ہم سے نہیں ملتا
کیا ہے ذوقِ ترکِ ماسوا نے مجھکو دلوانہ
دل اپنا اس سے ملتا ہے جو عالم سے نہیں ملتا

ایضاً

مجھے آتا نہیں اچھی طرح سے اظہارِ غم کرنا
مگر کچھ منحصر اس پر نہیں اس کا کرم کرنا
رہِ عرفاں میں حسِ خظ و الم کا ناشناسی ہے
پسندِ طبعِ اکبر ہے نہ خوش رہنا نہ غم کرنا

ایضاً

چلنا جو میں چاہوں تو قدم اٹھ نہیں سکتا
لکھنے کی ہو خواہش تو قلم اٹھ نہیں سکتا
ہو عزمِ فغاں کا تو زباں ہل نہیں سکتی
چپکا جو رہوں بارِ الم اٹھ نہیں سکتا

ایضاً

فلک سے شکوۂ جور و ستم کیا
زمیں چکر میں جب خود ہے تو ہم کیا
ہمیں دنیا میں بحثِ بیش و کم کیا
زیادہ خود نہیں ہے وہ تو ہم کیا

ایضاً

جو مرغِ صبح کی آواز کو بانگِ اذاں سمجھا
اسے بیدار دل نے دہر کا رازِ نہاں سمجھا
جو اپنی زندگانی کو فقط اک امتحاں سمجھا
اسی نے راحت و تکلیف کا رازِ نہاں سمجھا

ایضاً

تھی فقط غفلت ہی غفلت عیش کا دن کچھ نہ تھا
ہم نے سب کچھ اس کو سمجھا تھا وہ لیکن کچھ نہ تھا
طالبِ دنیا کو وقتِ نزع کیوں ہوتی نہ یاس
تھا جو ظاہر ہو گیا وہ ختم ۔ باطن کچھ نہ تھا

ایضاً

پائے رہنما نظر ہو جاتے ہیں ہم میں پیدا
رہنما بننے کو ہوتی نہیں آنکھیں پیدا
ان نگاہوں سے تعلق کی یہ جلدی کیا ہے
حضرتِ دل ابھی کچھ خون تو کرلیں پیدا

رباعی

یہ بت مجھے نہیں دیتے امان شکرِ خدا
خدا کی راہ میں جاتی ہے جان شکرِ خدا
اجل کے شوق میں پروائے زندگی نہ رہی
نظر میں ہیچ ہے سارا جہان شکرِ خدا

ایضاً

موسم گل ہی ہی چاک گریباں اتنا
کل کچھ اس سے بھی سوا آج تو جی ہاں اتنا
برہمی زلف مصیبت کی ہے حسن رُخِ عشق
قدرداں دل ہے تو پھر کیوں ہے پریشاں اتنا

ایضاً

اُس کو نہ پا سکا مگر اس غم میں رو سکا
یہ بھی ہے اُس کا فضل کہ اتنا تو ہو سکا
کوشش یہ تھی خودی کو میں گم کردوں عشق میں
وقتِ یہ ہوئی کہ فقط عقل کھو سکا !

ایضاً

خرد سے انکشاف رازِ ہستی ہو نہیں سکتا
یہ امر اس راز کی عظمت کو لیکن کھو نہیں سکتا
جو ہے آرام دہ بستر تو دروازہ شکستہ ہے
مصیبت دیکھئے نیند آ رہی ہے سو نہیں سکتا

ایضاً

مرنے والا مر گیا اور رونے والا رو چکا
وائے بر ہستی اگر مقصودِ ہستی ہو چکا !
اب جنوں سے کام لو نگا میں رہِ تحقیق میں
عقل کے پیچھے تو اتنا وقت اپنا کھو چکا !

ایضاً

اب غم کا بھی حق مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا
ہوں مضمحل اتنا کہ بہت رو نہیں سکتا
افسوس کہ راحت تو مجھے مل نہیں سکتی
اور جان بلا حکم خدا کھو نہیں سکتا

ایضاً

ہند میں بُت کو چاہنا ہی پڑا
برہمن سے بنا ہنا ہی پڑا !!
اس قدر درد ہو تو ضبط کہاں !
دل کو آخر کراہنا ہی پڑا !!

ایضاً

مانا کہ معذرت سے وہ رو براہ ہوگا
اس سوءِ ظن میں لیکن کب تک نباہ ہوگا
بے داد بت کو اکبر سہتا ہے بے تردد
کوئی تو ہے کہ جس سے وہ داد خواہ ہوگا

رباعی

عشق میں حسنِ بیان وجہِ تسلی نہ ہوا
لفظ چمکا مگر آئینۂ معنی نہ ہوا!
دل میں کہتے تھے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا لیکن
کٹ گئی عمر امیدوں ہی میں کچھ بھی نہ ہوا

ایضاً

خیر اُن کو کچھ نہ آئے پھانس لینے کے سوا
مجھکو اب کرنا ہی کیا ہے سانس لینے کے سوا
تھی شبِ تاریک چور آئے جو کچھ تھا لے گئے
کر ہی کیا سکتا تھا بندہ کھانس لینے کے سوا

ایضاً

ابتداءً عالمِ ہستی میں میں بے ہوش تھا
ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے
بعد ازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

ایضاً

شوق اگر یہ ہے کہ ہوتی رہے صحبت پیدا
بے تکلف نہ کیا کیجئے رغبت پیدا
گھر میں احساس ضرورت ہو تو بازار کو جا
کر نہ بازار میں جا کے ضرورت پیدا

ایضاً

پیٹ سے دل نے کہا درجہ ہمارا ہے بڑا
ساغرِ جمشید ہم ہیں تو ہے بنئے کا گھڑا
پیٹ بولا اصطلاحیں تیری سب منسوخ ہیں
ہم ہیں اب عزتی گدام اور تو ہے شرقی جھونپڑا

ایضاً

کہا بقراط سے دنیا میں کیوں آیا تو اے دانا
کہا اس نے کہ میں لایا گیا مجھکو پڑا آنا
کہا کیونکر بسر کی عمر بولا ساتھ حیرت کے
کہا کیا جانتا بولا یہ کچھ نہیں جانا یہی جانا

ایضاً

جس سے میری زندگی تھی مر گیا کیوں مر سکا
چرخ نے یارب ستم مجھ پر کیا کیوں کر سکا
واقعات جانگزا کا کیوں ہوا ایسا وقوع
کیوں نہ میری آہ سے قانونِ فطرت ڈر سکا

ایضاً

غرور توڑ کے منطق کو سست کر دے گا
زمانہ آپ ہی اس کو درست کر دے گا
بلا پہ صبر کرو تم خدا خدا میں رہو!
خدا ہی صبر کی ہمت کو چست کر دے گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کہنے کو تو شاہ سب ہیں مہراج ہیں سب
لیکن کھولو جو چشمِ تحقیق اکبر
مالک دولت کے - مالک تاج ہیں سب
بےبس ہیں سب - خدا کے محتاج ہیں سب

ایضاً

وہ دست درازیوں سے کب ہے تائب
رخصت ہو جو علم دین تو پھر دین بھی جائے
ہے حافظِ دین یہ شمع فکر صائب
گل ہو جو چراغ ابھی ہو پگڑی غائب

ایضاً

ہے صاف عیاں حرم سرا کا مطلب
ممکن ہو اگر تو اُس کو قائم رکھو !!
بیگانوں کے واسطے ہے اک حد ادب
عزت کے نشان اور نو مٹ گئے سب

ایضاً

سوجھا نہیں خود غرض کو آئین صواب
واللہ یہی نتیجہ ہوگا پیدا
جتنا چھوڑو گے ہم کو تم ہوگے خراب
دنیا میں حقارت اور عقبےٰ میں عذاب

ایضاً

زمزموں سے کیوں نہیں تجھکو سیری عندلیب
پارک میں انکے دیا کرتا ہے اسپیچ و نا!
کون سنتا ہے صدا گلشن میں تیری عندلیب
زاغ ہو جائیگا اک دن آنریری عندلیب

ایضاً

مشرق پہ ہے گو کہ ضعفِ پیری غالب
مستی اکبر کی رقص مس سے نہ رکی
ہر چند کہ ہے غمِ اسیری غالب
بھونرے پہ نہ ہو سکی بھنبھیری غالب

ایضاً

میری طرف سے سارا جہان بدگمان ہے اب
رکھتی ہیں پھونک پھونک کی باتیں مری قدم
آزادیٔ کلام وہ مجھ میں کہاں ہے اب
تیغ زبان نہیں ہے عصائے زباں ہے اب

ایضاً

جلوہ ارض و سما دکھلا کے ہے نیچر بھی چپ
بحث اُس کی ذات میں کیونکر رہا ہے فلسفی
لا الہ اور قل ہو اللہ کہہ کے پیغمبر بھی چپ
ایسے ایسے چپ ہیں یہ ہوتا نہیں اس پہ بھی چپ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

محتاج در وکیل و مختار ہیں آپ !
سارے عملے کے ناز بردار ہیں آپ
آوارہ و منتشر ہیں مانند غبار !
معلوم ہوا مجھے زمیندار ہیں آپ

ایضاً

کامل کم ہیں اور اہل ارشاد بہت
ساحر کم ہیں ملیں گے صیاد بہت
ہے بزم سخن کا حال یہ اے اکبر
شاعر کم ہیں مگر ہیں استاد بہت

ایضاً

ہندوں نے بھلا دیا ہے وہ عہد الست
نا فہمی و حرص میں ہیں اکثر بدمست
کیا زید بکر پہ معترض ہوتا ہے
اک گور پرست ہے تو اک زر پرست

ایضاً

پیری آئی ہوئی جوانی رخصت !
ساتھ اُس کے وہ لطف زندگانی رخصت
ہے اب تو اسی کا انتظار اے اکبر
ہم کو بھی کرے جہان فانی رخصت

ایضاً

تیری معین فقط ہے خدا کی ذات اے دوست
خدا گواہ کہ پکی یہی ہے بات اے دوست
طلب مدد کی نہیں اُن سے جو ہیں خود محتاج
طلب مدد کی ہے بالصبر والصلوٰۃ اے دوست

ایضاً

تحریک ضرورت معیشت ہے بہت
خرقے کو بھی اب خیال خلقت ہے بہت
خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے
اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت

ایضاً

جاتی رہی وعظ مذہبی کی قوت ! !
ہر سر میں سمائی خود سری کی قوت
اطفال کو ناز ہے - مگر قومی آنکھ !
روتی ہے کہ ہے یہ خودکشی کی قوت

ایضاً

عینک آنکھوں پہ منہ میں مصنوعی دانت
نیچر نے سکھا کے کر دیا جسم کو تانت
اب تک ہے مگر وہی ہوس حضرت کی
ہے طول امل ہنوز شیطان کی آنت

رباعی

جی کے مرنے میں کیا ہے ناز کی بات — مر کے جینا ہے امتیاز کی بات
چاہتی تھی زبان کرے توضیح ! ! — دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات

ایضاً

ہر رنگ کی باتوں کا میرے دل میں ہے چمرمٹ — اجمیر میں کلچا ہوں علیگڑھ میں ہوں بسکٹ
پابند کسی مشرب و ملت کا نہیں ہوں — گھوڑا میری آزادی کا اب جاتا ہے بگٹٹ

ایضاً

اٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دل ناشاد عبث — سننے والا نہیں کوئی تو ہے فریاد عبث
چرخ کہتا ہے ضروری ہے تڑپنے کیلئے — ورنہ گزری ہوئی باتوں کی ہے اب یاد عبث

ایضاً

شیخ آنر کیلئے آتے ہیں میدان کے بیچ — ووٹ اٹھتوں میں ہے اسپیچ قلمدان کے بیچ
وہی قسمت وہی قانون اور اس پر یہ بکھیڑ — اے خدا عقل ہے حیران تری شان کے بیچ

ایضاً

کرلی ہے خوب میں نے نئی روشنی کی جانچ — مجھ سے بہت نہ کیجئے اب آپ تین پانچ
ان لیڈروں کی شعلہ زبانی سے کیا ہوا — ہانڈی تو سرد رہ گئی مذہب پہ آئی آنچ

ایضاً

کروں میں کس طرح اس دور آفتاب کی مدح — ہنوز شرع میں جائز نہیں شراب کی مدح
مجال کیا کوئی کہدے خوشامدی مجھکو — اسی سبب سے بہت سہل ہے جناب کی مدح

ایضاً

عابدوں کے دم سے ہے یہ رونقِ دربار صبح — نعرۂ تکبیر سے ہے گرمئی بازار صبح
جھانکتا ہے اس کی جانب دور سے مہر مبین — خوش نصیب آنکھیں وہ ہیں جن پر کھلیں اسرار صبح

ایضاً

جسم میں یا تو کبھی تھا شوق سے ہیجان روح — یا تعلق جسم سے اب ہو گیا سوہان روح
عقل انساں کیوں نہ عاجز ہو تیرے ادراک میں — روح ہی کو یہ نہ سمجھی اور تو ہے جان روح

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

سید کی طرف تو چندہ لانے کی ہے پیخ
اور شیخ کے گھر میں پنچگانے کی ہے چیخ!
بہتر ہے یہی کہ بت پرستی کیجئے!
گو اس میں بھی صبح کو نہانے کی ہے چیخ

ایضاً

دل ہو وفا پسند نظر ہو حیا پسند
جس حسن میں یہ وصف ہو وہ ہے خدا پسند
توڑوں پہ تیرے جھومنے لگتی ہے شاخ گل
بیحد ہے تیرا ناچ مجھے اے صبا پسند

ایضاً

دنیا کرتی ہے آدمی کو برباد
افکار سے رہتی ہے طبیعت ناشاد
دو ہی چیزیں ہیں بس محافظ دل کی!
عقبیٰ کا تصور اور اللہ کی یاد

ایضاً

حق نے جنہیں دی ہے فہم قرآن مجید
ہونگے نہیں وہ پیر گردوں کے مرید
بدلے سو رنگ انقلاب دنیا
ہر حال میں اُن کو ہے خدا ہی سے امید

ایضاً

یہ بات غلط کہ ملک اسلام ہے ہند
یہ جھوٹ کہ ملک لچھمن و رام ہے ہند
ہم سب ہیں مطیع و خیر خواہ انگلش!
یورپ کے لئے بس ایک گودام ہے ہند

ایضاً

رنج ہے زیر فلک عیش کی تمہید کے بعد
دیکھئے ماہ محرم ہی پڑا عید کے بعد
جلوۂ حسن کچھ آسان نہیں اے دیدۂ شوق
حور کا ذکر بھی ہے حشر کی تمہید کے بعد

ایضاً

گو بنتے ہیں ممبری فنانی پرشاد
لیکن نہیں اپنی ناتوانی پرشاد
کونسل میں بڑھا رہے ہیں طاقت اپنی
عاقل ہیں تکڑمی جموانی پرشاد

ایضاً

مذموم ہے رمز و طعنہ و کبر و حسد
رکھو یہ روش کرے جو اللہ مدد
ہم رنگ سے ارتباط با صدق و صفا
بے میل سے احتراز بے کینہ و کد

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر
بس اصل کار دین تو صرف تسبیح و قناعت ہے
عوام الناس باہم جنگ تے ہیں زوائد پر

ایضاً

جس نے ابھارا خلق کو طاعت کردگار پر
نقش اسی کا رہ گیا صفحۂ روزگار پر
شاہ و وزیر کے تو نام رہ گئے ہسٹری کیساتھ
سکۂ انبیاء ابھی ہے ہر دیار پر

ایضاً

کیا افسردہ نافہموں نے مجھکو ہم نشیں ہوکر
طبیعت رک گئی افسوس معنی آفریں ہوکر
ہجوم یاس نے مطلق جگہ باقی نہیں رکھی
تمنا پھر گئی آخر بدر دل سے حزیں ہوکر

ایضاً

اب شغل زندگی کے ہیں قانون ہی کچھ اور
کیسی غزل یہاں تو ہے مضمون ہی کچھ اور
وہ جادوئے سخن ہے نہ وہ رنگ انجمن
تہذیب مغربی کے ہیں افسوں ہی کچھ اور

ایضاً

مائل نظر ہے زلف مس کجکلاہ پر !
سونا چڑھا رہا ہوں میں تار نگاہ پر
اچھا ہوا مقابلہ برق حسن و عشق
ان کو ہنسی جو آگئی عاشق کی آہ پر

ایضاً

چھوڑ دہلی لکھنؤ سے بھی نہ کچھ امید کر
نظم میں بھی وعظ آزادی کی اب تائید کر
صاف ہے روشن ہے اور ہے صاحب سوز و گداز
شاعری میں بس زبان شمع کی تقلید کر

ایضاً

فرمان اجل کا آگیا وقت صدور
ہوں گے کوئی دم میں شامل اہل قبور
دیکھیں منکر نکیر کیا کہتے ہیں !
ہاں سب مجھے کہتے ہیں خداوند حضور

ایضاً

دیکھئے اکبر کے آج کچھ اشعار
آئی بیحد پسند یہ گفتار ! !
تجربہ خود بنے گا واعظ دیں !
لیک بعد از خرابے بسیار !

رباعی

ایسا نہ ہو پھر شکوہ [illegible] و سیر
بیٹھا [illegible] سے [illegible] بستر کھسکر
افسوس ہے مخلصوںکو اور ہنستے ہیں غیر
ہو سکتی ہے تب امید تمنت بالخیر

ایضاً

[illegible] جو یہ اہل غرور
[illegible] تم کو [illegible] یہ کہو !
اک امر ہے پوچھنا ہمیں انسے ضرور
پیدا ہوا ماڈے ہیں کیونکر یہ شعور

ایضاً

سید صاحب سکھا گئے ہیں جو شعور
سوتوں کو جگا دیا انہوں نے لیکن
کہتا نہیں تم سے ہیں کہ ہو اُس سے نفور
اللہ کا نام لے کے اُٹھنا ہے ضرور

ایضاً

لیجاؤ لحد میں اپنا اسلام بخیر
اسلام سے جس نے بیوفائی کی ہے
لکھیں یا رب ملک میرا نام بخیر
پایا نہیں ہیں نے اس کا انجام بخیر ! ۴

ایضاً

ہو علم اگر نصیب تعلیم بھی کر !
اللہ عطا کرے جو عظمت تجھ کو
دولت جو ملے تو اُس کو تقسیم بھی کر
جو اہل ہیں اُسکے اُن کی تعظیم بھی کر ۲۳

ایضاً

افسوس ہے بدگمان کی آزادی پر !
طاعون سے کیوں ہے اتنی وحشت اکبر
خالق کبھی خوش نہ ہوگا بربادی پر
یہ تو اک ٹکس ہے اس آبادی پر ۴

ایضاً

پنڈت بیٹھا ہے اپنی پوتھی لے کر
سودا اس کو ہے جو سدھار الندن
بنیا بیٹھا ہے موٹھ موتھی لے کر
وہ دولت و جنس گھر میں جوتھی لیکر ۴

ایضاً

کیا اسکی خوشی کہ تم کو ہے عقل کثیر !
ہرگز یہ نہیں ہے حسن قانون خدا
ہم کو تو اسی سے کر دیا تم نے فقیر
کہتے ہیں حضور اُس کو حسن تدبیر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نہمد پہ ہے شبہ و حقارت کی نظر!
پتلون پہ غصہ و شرارت کی نظر!
بہتر ہے یہی برہنہ پھرئے اکبر!
شائد پڑ جائے اُن کی رغبت کی نظر

ایضاً

اس بُت کیلئے ہے دہر میں فصل بہار
اک تخت رواں پہ پھرتا ہے لیل و نہار
کہتا ہے اٹھاؤ اس کو یہ ہے مرا عرش
کہدو اکبر کہ ہیں فرشتہ نہ کہار

ایضاً

ہیں اہل جہاں منکر اللہ سے کد پر
دو پھول بھی رکھتے نہیں ملحد کے لحد پر
ہنگامے انہیں کے لئے ہیں قتلِ علماء کے
جو زیست ہیں عاشق تھے ہو اللہ احد پر

ایضاً

جمتا نہیں یقین کوئی میرے ہوش پر
کاموں کی یاں بنا ہے فقط دلکے جوش پر
کیونکر دلیل دیکھ سکے اس جمال کو
جسکا خیال برق گراتا ہے ہوش پر

ایضاً

پینا وہ ہے کہ مستی ہو اوج معرفت پر
جینا وہ ہے کہ جو ہو امید آخرت پر
کیا ہو بنائے الفت آخر مناسبت کیا
ہیں خاکِ بیکسی پر وہ تختِ سلطنت پر

ایضاً

وہ دولت کیا رہی وہ دن جو تجھ سے منفصل ہو کر
ترقی تو وہ ہے رہ جائے دل میں جزو دل ہو کر
ہوائے نفس کے تابع ہیں جنکے جسم اے اکبر
انہیں کی روح رہتی ہے بدن میں منفعل ہو کر

ایضاً

مبتلائے بحث کو رازِ خدا کی کیا خبر
معنی بے لفظ و لفظِ بے صدا کی کیا خبر
پایا اک ہنگامہ ہم بھی ہو گئے اس میں شریک
ابتدا کا علم کیسا انتہا کی کیا خبر

ایضاً

ظاہر ہوئی کمیٹی و کالج کی اک لکیر
آخر اسی لکیر کے سب ہو گئے فقیر!
مرکز جو فطرتی تھے انہیں اب نہیں قرار
چکر میں خود پھنسے ہیں ہمارے امیر و پیر

رباعی

میں کیا پاؤں گا اکبر بتکدے میں حاضری دیکر
یہ بت رہ جائینگے تھوڑی سی دادِ کافری دیکر
کہاں تک اہل دنیا سے کروگے معذرت اکبر
یہی بہتر ہے چلدو اک جواب آخری دیکر

ایضاً

ہستی میں رہے منتہیِ وحدت میں فنا ہوکر
عالم کو میں کیوں دیکھوں عالم سے جدا ہوکر
فتوائے خرد جو ہو دل کی تو صدا یہ ہے
فانی ہے جدا ہوکر باقی ہے خدا ہوکر

ایضاً

جینے والوں کو تو رنگیں ہیں فقط پیشِ نظر
مرنیوالوں کے مصائب کی بہت کم ہے خبر
یہی باعث ہے کہ غفلت میں پھنسی ہے دنیا
لب خنداں کی ہے کثرت عوض دیدۂ تر

ایضاً

میں کیا کرونگا عزیز یہ پارٹی[1] سے کر
مزا تو جب ہے آئے وہ پارٹی[2] لیکر
خموش ہوگیا بت کیطرح میں کونسل میں
برہمن اٹھے جو اپنی مجارٹی[3] لیکر

ایضاً

یا شہیدِ جلوہ ساقی ہو یا مے خانہ چھوڑ
ہوش کی پروا نہ کر یا شیشہ و پیمانہ چھوڑ
دین سنبھلنے کا نہیں ان صورتوں کے سامنے
یا پہن زنار اکبر یا بت خانہ چھوڑ

ایضاً

یہ بھی غلطی دیا جو معبود کو چھوڑ !
اصلاح یہ ہے - غور بے سود کو چھوڑ
بزم ملت کا عافیت جو ہے اگر !
اللہ کے آگے جھک - اچھل کود کو چھوڑ

ایضاً

سنتا ہوں محال ہے خدائی سے گریز
لیکن کہتا تھا مجھ سے کل اک انگریز
تم مانگ لو اپنے شاعروں سے گھوڑا
فطرت کے حدود سے زیادہ ہے وہ تیز

ایضاً

مسجد نے کہا میرا امنا بھی ہے اک چیز
کالج نے پکارا کہ زمانہ بھی ہے اک چیز
واعظ کی بلاغت بھی بڑی چیز ہے لیکن
سچ بات یہ ہے دل میں سمانا بھی ہے اک چیز

[1] انگریزی Party
[2] انگریزی Tea یعنی چاہ
[3] انگریزی majority یعنی کثرت رائے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ہرگز نہیں ہمکو سلطنت کا افسوس! — ہے ابتری معاشرت کا افسوس
انگریزوں پہ ہے بہت کم الزام اس کا — ہے اپنے ہی تنزل معصیت کا افسوس

ایضاً

ہند میں شیخ رہ گیا افسوس — اونٹ گنگا میں بہ گیا افسوس
دیکھکر ہم کو ایسے دلدل میں! — رہ چیتا بھی کہہ گیا افسوس

ایضاً

نگاہ اس بت بے دین کی ہے شراب فروش — عجب نہیں مجھے مستی کرے شباب فروش
کہا جو اس نے کہ اب میں پھرونگا بے پردہ — سنہ اس کا دیکھ کے بس رہ گئے نقاب فروش

ایضاً

کہدو کہ میں خوش ہوں، رکھوں گر آپکو خوش — بجلی چمکاؤں اور کروں بھاپ کو خوش
سیکھوں ہر علم و فن مگر فرض یہ ہے — ہر حال میں رکھوں اپنے ماں باپکو خوش

ایضاً

بےسود ہے گنج و مال و دولت کی تلاش — ذلت ہے دراصل جاہ و شوکت کی تلاش
اکبر تو سرور طبع کو علم میں ڈھونڈ — محنت میں کر سکون و راحت کی تلاش

ایضاً

عاشق کا خیال ہے بہت نیک تلاش — ہونے نہیں دیتا حسن کے راز کو فاش
کیوں وصل میں جستجو کمر کی وہ کرے — حاضر میں نہ حجت اور نہ غائب کی تلاش

یہ معشوق کا پیش نظر ہونا ہی وصل ہے

ایضاً

بی شخانی بھی ہیں بہت ذی ہوش — کہتی ہیں شیخ سے بجوش و خروش
خواہ لنگی ہو خواہ ہو تہمد! — در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش

ایضاً

کچھ دل ایسے ہیں کہ ہے جنہیں مضامین کا جوش — کچھ زبانیں ہیں جو کھاتی ہیں جو تحسین کا جوش
ذوق طاعت کا مگر دل میں نہیں ہے پیدا — نہ زبانوں پہ دعائیں ہیں نہ آمین کا جوش

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

غالب انسان پہ خود پسندی ہے فقط
ہر فرقہ دہر سے یہ آتی ہے صدا
مذہب کیا ہے گروہ بندی ہے فقط
نعمت ہے اگر تو عقلمندی ہے فقط

ایضاً

ہے ماہ صیام کی نہایت تعریف
نااہلوں کو یہ کبھی لگاتا نہیں منہ
بے شبہ یہ ہے مہذب و پاک و لطیف
کہتے ہیں اسی سبب سے رمضان کو شریف

ایضاً

تحصیل ہیں اُن علوم کے ہو مصروف
لیکن تم سے امید کیا ہو کہ تمہیں
نیچر کی جو طاقتوں کو کر دیں مکشوف
عہدہ مطلوب ہے وطن ہے مالوف

ایضاً

پیش آئے ہیں امور عادت کے خلاف
اولاد کو غالباً یہ تکلیف نہ ہو!!
پایا نہیں ہم نے اپنی راحت کے خلاف
وہ خود ہی ہیں موروثی خصلت کیخلاف

ایضاً

بن گئی ہے خضر راہ دوستاں کید حریف
ہم کو یہ سجدہ ملایا چاہتا ہے خاک میں
بے نماز گر یہ زاہد سے خوش کیک نحیف
کون سمجھے شاعر کے یہ اشارات لطیف

ایضاً

مذہب کے جو ہو رہیں تو سرکار کا خوف
دونوں سے اگر بچیں تو احباب کو ہے
مذہب سے اگر پھریں تو پھٹکار کا خوف
بے رونقی دکان و دربار کا خوف!

ایضاً

اونچے ہیں رذیل اور ہیں زیر شریف
اکبر کو یہ محتسب نے دی خوب صلاح
قسمت کا یہ دیکھتے ہیں اب پھیر شریف
جلد کیجئے بھائی صاحب اجمیر شریف

ایضاً

فرمائیں میرا قصور حضرت جو معاف
انکار نہیں نماز روزے سے مجھے
جو امر واقعی گذارش کروں صاف
لیکن یہ طریق اب ہے فیشن کے خلاف

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نیت ہو اگرچہ خیر و ایمان کی طرف
آنکھیں نہ اٹھاؤ بزمِ عصیاں کی طرف
مانا کہ پڑھو گے واں پہنچ کر لاحول
جانا ہی کیا ضرور ہے شیطاں کی طرف

ایضاً

فیضِ کالج سے جوانی رہ گئی بالائے طاق
امتحان پیشِ نظر اور عاشقی بالائے طاق
وہ چراغوں سے ہیں جلتے ایسے ہیں روشن ضمیر
کہتے ہیں رکھئے پرانی روشنی بالائے طاق

ایضاً

عالم بنئے تو کیجئے بات کا شوق :
مسٹر بنئے تو ہو مساوات کا شوق
چکھ ہی ہیں آپ کو پھنسا رکھوں گا
مجھکو بھی ہوا ہے اب اسی بات کا شوق

ایضاً

بل کھاؤ ہزار خواہ چھانٹو منطق !
نیچر تو ہے اپنی اصل ہی پر عاشق
لکھی ہے صحیح اک فرنگی نے یہ بات !
مغرب مغرب ہے اور مشرق مشرق

ایضاً

الاماں اے زخمِ دل اے شدتِ سوزِ فراق
المدد اے مرگ مجھپر زندگانی اب ہے شاق
روشنیٔ طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو
شمعِ مردہ ہوں مجھے رہنے دو اب بالائے طاق

ایضاً

پہونچی نگاہِ عقل رسا دور دور تک
لیکن نہ جا سکی کبھی اوجِ حضور تک
جامِ مئے الست سے ایسی تھی بیخودی
ہستی کا اپنی حس نہ ہوا نفخ صور تک

ایضاً

ہم کو نہیں انکے عیش و راحت پر رشک
بے غیرت دکو دن اس پہ برساتے ہیں اشک
کافی ہے ہمیں عبادتِ حق کے لئے
ایک اوٹنی ایک پیال پانی اک مشک

ایضاً

سامانِ عیش کچھ نہ رہا اڑ رہی ہے خاک
اس غم میں اپنی جان مگر کیوں کروں ہلاک
میں نے تو جل کے کہدیا اس سال جون میں
ٹٹی اگر نہیں نہ ہو خس کم جہاں پاک

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دیکھا مناظرہ کا بہت اسنے رنگ ڈھنگ
اکبر کے دل میں اب نہ رہی بحث کی امنگ
کہتے بہت صحیح تھے یہ حضرت مذاق[له]
ایمان برائے طاعت ومذہب برائے جنگ

[له] جناب نواب محمد حسین خان بہادر مذاق تعلقہ دار بہیڑ داون

ایضاً

نہ نرے اونٹ ہو نہ ہو بلڈاگ !
نہ تو مٹی ہی ہو نہ تم ہو آگ !!
چال ہے اعتدال کی اچھی !
ساز حکمت کا جوڑ ہے یہ راگ

ایضاً

ہندو تو لئے ہیں تھام کر گائے کی سینگ
آغا گرمی دکھاتے ہیں پیچ کر ہنیگ
لیکن حضرت کو ہے یہ کس چیز پر ناز
کالج میں ڈٹے ہوئے اڑاتے ہیں جو ڈینگ

ایضاً

دنیا کی ہوس دھرم کا لیتی ہے جو رنگ
ذقت ہوتی ہے جاتری ہوتے ہیں تنگ
گنگا جی کا بہاؤ تو یکساں ہے !
آفت ہے مگر پراگ والوں کی یہ جنگ

ایضاً

کمیٹی میں جتنے ہیں ارکان لیگ
بفضل خدا سب ہیں میرے کلیگ
مگر اُن سے ہے مجھکو تخصیص خاص
کہ ہے نام کیساتھ جن کے علیگ

ایضاً

ہے حرص وہوس کے فن کی مجھکو تکمیل
غیرت نہیں میری بزم دانش میں دخیل
ہیں نفس کی خواہشیں بہت مجھکو عزیز
جب چاہیں کریں خوشی سے مجھکو ذلیل

ایضاً

بے غیرت وخود فروش وجاہل سے نہ مل
حق سے ہو غافل ایسے غافل سے نہ مل
یکجا کر دیں حوادث دہر اگر ! !
جائز ہے اس سے مل مگر دل سے نہ مل

ایضاً

دل ہو جو وسیع اور روشن ہو خیال
ہر رنگ دکھائے تجھکو خالق کا جمال
ساری دنیا ہے اسکو پیاری اکبر
کتنا ہے کم آل[له] جسکو حاصل ہے کمال

[له] انگریزی all بمعنی تمام

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

شیطان کا سنا جو شیخ صاحب نے یہ قول	بولے کہ فضول تجھکو یہ آتا ہے حول
میں خود بدل گیا ہوں زمانے کے ساتھ	پڑھتی ہے مجھی پہ اب دنیا لاحول

ایضاً

ہیں حضرت ساحر آج اک حسن کمال	ہے مخزن حکمت و خرد اُن کا خیال
اشعار اکبر کے کیوں نہ ہوں یاد اُن کو	راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال

ایضاً

کہتی ہے زراہ کبر مجھ سے وہ گرل	کیا تجھ سے ملوں کہیں کا ڈیوک نہ ارل
اکبر نے کہا دکھا کے داغ دل و اشک	ہے مری گرہ میں بھی یہ روبی یہ پرل

ایضاً

فطرت سے الگ اگر تمہارا ہے خیال!	تاثیر کچھ اس میں ہو یہ ہے امر محال
گو طرز بیان پہ شور تحسین اُٹھے	مقبول نہ ہو گے پیش ارباب کمال

ایضاً

کوئی سنتا نہیں تیری تو اس بکنے کا کیا حاصل	کوئی منزل نہیں ہے پھر بھٹکنے کا کیا حاصل
اشارہ چشم شوق مشرقی سے ہے یہ مغرب کا	جو فوت ہو تو بسم اللہ منہ تکنے کا کیا حاصل

ایضاً

کچھ نہ سمجھا شب فراق کا حال	کھل گیا یار کے مذاق کا حال
اعتبار آپ کو نہ آئے گا!	کیا کہوں اپنے اشتیاق کا حال

ایضاً

مذہب کا معاشرت سے ہے ربط کمال	دونوں جو ہوں مختلف تو آرام محال
پہلے یہ مسئلہ سمجھ لیں احباب!	بعد اس کے رفارم کا کریں دل میں خیال

ایضاً

جب علم گیا تو شوق عزت معدوم	دولت رخصت تو ذوق زینت معدوم
مسجد سے یہ آئی گوش اکبر میں صدا!	مذہب جو مٹا تو زور دولت معدوم

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

خواہانِ علم نہ طالبِ گنج ہیں ہم
بے کینہ و بے ریا و بے رنج ہیں ہم
لغزش ہو کوئی تو دوست فرمائیں معاف
آزاد ہیں مست ہیں سخن سنج ہیں ہم

ایضاً

الوا اس دور کے دل افروز ہیں کم
گویا کہ سخن بہت ہیں اور سوز ہیں کم
ہر چرب زبان نہیں ہے شمعِ اخلاص
جلنے والے بہت ہیں دل سوز ہیں کم

ایضاً

رکھو جو مقابل اس کے سارا عالم
دنیا بخدا ہے اک ذرے سے بھی کم
اُس ایک ذرے میں ہے ہماری کیا حاصل
نا فہم ہیں کر رہے ہیں ناحق ہم ہم

ایضاً

مخلوط کرو نہ نفس و نیچر کو بہم !!
گو نفس نے بھی لیا ہے نیچر سے جنم
جو بھوک لگے زبان کو وہ ٹھیک نہیں
نافع وہ طعام ہے کہ طالب ہو شکم

ایضاً

پڑتا ہے قبول سے ساعتِ چند کا کام
تمہید ہیں اُس کی دولت و عمر تمام
اللہ سے ہر نفس کا رہتا ہے لگاؤ
دشوار ہے نفس سے عبادت کا کام

ایضاً

علم و حکمت میں ہو اگر خواہش فیم[له]
سرکار کی نوکری کو ہرگز نہ کر ایم[ٹه]
شادی نہ کر اپنی قبل تحصیلِ علوم
بُت ہو کہ پری ہو خواہ ہو وہ کوئی میم

ایضاً

تھا باعثِ الم مرض جا نگزا اے قوم
مدت سے سن رہے تھے علیگڈھ میں ہائے قوم
آخر او دھ نے کالج بھی بنا لیا
شکر خدا کہ ہو گئی پیدا دوائے قوم!

ایضاً

ماسٹر صاحب کا علم اس وقت گو ہے نیک نام
اہل دانش میں مگر میرا فزوں ہے احترام
بات بالکل صاف ہے پیچیدگی کچھ بھی نہیں
میں ہوں سعدی کا بھتیجا وہ ہیں ملٹن کے غلام

له انگریزی fame یعنی نیک شہرت
ٹه انگریزی aim یعنی مطمح نظر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

مذہب نے کردیا تھا ہر اک کو غریق قوم
دنیا و دین کا فیصلہ آخر کو یہ ہوا
مجھے بتلائیے حج و صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم
عشق بتان شباب میں پیری میں عشق قوم

ایضاً

انداز سلف کو یک قلم بھولی قوم!
جمعیت دین و دل سے کچھ کام نہیں
ہے سالک راہ غیر معمولی قوم
قومی اسکول ہے اور اسکولی قوم

ایضاً

برق و بخارات کا زور اے حکیم!
تار پہ جاتے نہیں اہل نظر!
کب ہے پئے روح رہ مستقیم!
ریل سے کھنچتا نہیں قلب سلیم!

ایضاً

فتنہ نہیں فساد نہیں شور و شر نہیں
مانا کہ ہر طرح سے میں بے اختیار ہوں
یاں زن نہیں زمین نہیں اور زر نہیں
پر یہ بتاؤ تم کو خدا کا بھی ڈر نہیں

ایضاً

واعظ ہمیں یہ وعظ کا دفتر سنائے کیوں
موسیقی و شراب جوانی و حسن ناز
ہم پوچھتے ہیں عالم ہستی میں آئے کیوں
بچتا ہے کون اور خدا بھی بچائے کیوں

ایضاً

غم ہے اتنا کہ دل زار پہ قابو بھی نہیں
کیا مرے عہد میں بدلی ہے گلستاں کی ہوا
ضبط یہ ہے کہ کہیں آنکھ میں آنسو بھی نہیں
رنگ کیسا کہ کسی پھول میں خوشبو بھی نہیں

ایضاً

مزے کا جشن تھا اک شراب خانے میں
خدا کے فضل سے ہم نام کے مسلماں ہیں
کسی نے خوب یہ گایا کسی ترانے میں
وگرنہ چین سے رہتے نہ اس زمانے میں

ایضاً

بعد پنشن کے تصنع سے مجھے ساز نہیں
گو اب آزاد ہوں لیکن مری صحت ہے خراب
ہوں جو بے شغل تو اکبر یہ کوئی راز نہیں
پر کھلے ہیں مگر اب طاقت پرواز نہیں

رباعی

کیوں کرنے لگے وہ مجھ گدا سے باتیں
زوروں پہ ہیں کرتے ہیں ہوا سے باتیں
میں سجدے میں ہیں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ
بیٹھوں میں وہ کریں خدا سے باتیں

ایضاً

چہرہ یورپ کا ہیں پروانہ ہوں !
اُس کی ہر ایک بات کا دیوانہ ہوں
شب میں پیدائش ہوئی ہے پیش شمع
جلوۂ خورشید سے بیگانہ ہوں

ایضاً

جو حسرتِ دل ہے وہ نکلنے کی نہیں
جو بات ہے کام کی وہ چلنے کی نہیں
یہ بھی ہے بہت کہ دل سنبھالے رہیئے
قومی حالت یہاں سنبھلنے کی نہیں

ایضاً

حواس وفہم ہیں اُلجھے ہوئے ہیں !
برات وسہم میں اُلجھے ہوئے ہیں
خدا تک ہے رسائی دشوار ! ! !
سب اپنے وہم میں اُلجھے ہوئے ہیں

ایضاً

اس قوم کو یک دلی کی رغبت ہی نہیں
جو ایک کرے اُدھر طبیعت ہی نہیں
اکبر کہتا ہے میل رکھو باہم !
وہ کہتے ہیں میل کی ضرورت ہی نہیں

ایضاً

کیسا اسلام ان میں غیرت ہی نہیں
ایمان کہاں کہ جب بصیرت ہی نہیں
طرزِ تعلیم پر ہے لیکن الزام
وہ علم نہیں تو وہ طبیعت ہی نہیں

ایضاً

واں شوکت وزینت کے جو اسباب بہت ہیں
معنی کے یہاں گوہر نایاب بہت ہیں
صاحب کی سی محفل تو میسر نہیں لیکن
صد شکر کہ اکبر کے بھی احباب بہت ہیں

ایضاً

مشتاق لقا ہوں در پہ حاضر ہوں میں
منظور نہیں کہ بارِ خاطر ہوں میں
حضرت کو جو فرصت ملاقات نہ ہو
بوسے پہ آستاں کے شاکر ہوں میں

رباعی

دل چسپ ہوائیں سوئے گلشن پہونچیں
درگاباڑی سے راجہ جی جب اُٹھے !
زلفیں شملے سے تابہ دامن پہونچیں !
صدقے ہونے کو بی نصیبن پہونچیں !

ایضاً

واعظ! مری دانست میں یہ کام ہے پُن میں
تحریک سودیشی پہ مجھے وجد ہے اکبر
پہونچائیگا قوت شجر ملک کی بُن میں !
کیا خوب یہ نغمہ ہے چھیڑا دیس کی دھن میں

ایضاً

ایک سید کیا کریں یا بیٹھکہ وس کیا کریں
سچ تو یہ ہے مہربانی آپ کی درکار ہے
حضرتِ حالی سُنکے اشعار مسدس کیا کریں
ہم غریب و ناتواں و زار و بیکس کیا کریں

ایضاً

روشنی سر میں ۔ گداز غم ۔ دل مایوس میں
روکتا نور دریا سے ہوں تو فرماتے ہیں وہ
شمع ساں ہم جل رہے ہیں مغربی فانوس میں
آجکل برکت بڑی ہے خرقۂ سالوس میں

ایضاً

ہم نیک خصال یہ تسلیم نہیں ! !
لیکن یہ ہیں طریق و عادات کو عجم
دنیا میں اس روش کے تکریم نہیں !
واللہ کہ یہ عرب کی تعلیم نہیں !

ایضاً

نوکر کو سکھاتے ہیں میاں اپنی زبان
مقصود نہیں میاں کی سی عقل و تمیز
مطلب یہ ہے کہ سمجھے اُن کے فرمان
اس نکتہ کو کیا سمجھیں جو ہیں نادان

ایضاً

پورا سائنس تم کو آنے کا نہیں !
وہ کمپنیاں ہیں اور نہ کوئلے کی وہ کان
کچھ آیا تو پیشوا بنانے کا نہیں !
بے ختم ہوئے یہ دور چلنے کا نہیں

ایضاً

نہ وہ جان کے ہیں نہ ہیں تن کے دشمن
جو ہوں دوست اپنے کہاں وہ میسّر
فقط ہیں ہمارے میاں پن کے دشمن
غنیمت ہیں اس وقت دشمن کے دشمن

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

اس بزم سے سب کے سب اٹھے جاتے ہیں
تسکین کے جو تھے سب اُٹھے جاتے ہیں
اک قوت مذہبی عقیدوں سے تھی !
وہ بھی تو دلوں سے اُٹھے جاتے ہیں

ایضاً

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں
بازو میں سکت نہیں تو عزت بھی نہیں
گر علم نہیں تو زور و زر ہے بے کار
مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

ایضاً

تجھ کو بھی جہاں میں کچھ شرف ہے کہ نہیں
کوئی طاقت تری طرف ہے کہ نہیں
داخل ہے نمازیوں میں یا فوج میں ہے
آخر تیری بھی کوئی صف ہے کہ نہیں

ایضاً

وہ رنگ کہن تیرے عاشق میں نہیں
اچھا ہوا اب وہ طرز سابق میں نہیں
الفت ثابت کرو عمل سے صاحب
واللہ کو دخل میری منطق میں نہیں

ایضاً

اردو میں جو سب شریک ہونے کے نہیں
اس ملک کا کام ٹھیک ہونے کو نہیں
ممکن نہیں شیخ امرالقیس بنیں !
پنڈت جی والمیک[1] ہونے کے نہیں

ایضاً

دلکش نہیں وہ حسین جسے شرم نہیں
رونق نہیں اس کی جس کا دل گرم نہیں
سختی میں بھی ہو گداز طینت جو ہو صاف
پگھلی ہے برف گو کہ وہ نرم نہیں

ایضاً

سمجھے جو کوئی بُرا یہ مضموں نہیں !
کوئی پہلو خلاف قانون نہیں
ہر چند کہ یہ مزے چکھاتا ہے بہت
شیطان کا کوئی شخص ممنون نہیں

ایضاً

وہ غیرتیں وہ صبر وہ ایمان ہیں کہاں
حسنِ عمل کے دل میں وہ ارمان ہیں کہاں
اک غل مچا ہوا ہے کہ مسلم ہیں خستہ حال
پوچھے ذرا کوئی کہ مسلمان ہیں کہاں

[1] سنسکرت کا ایک بڑا مصنف

رباعی

بیخود ہیں وہ جو دل سے ہیں اللہ کے خواہاں
ہیں مست نگاہِ بتِ دل خواہ کے خواہاں
آسودہ ہیں علم و ہنر و فن میں جو ہیں محو
چکر میں ہیں بس جاہ کے اور ساہ کے خواہاں

ایضاً

مشکل سے یہ حالتیں سہی جاتی ہیں !
پھانسیں ہیں کہ قلب میں رہی جاتی ہیں
تفصیل نہ پوچھ ہیں اشارے کافی
یونہیں یہ کہانیاں کہی جاتی ہیں

ایضاً

گردن خالق کے آگے جھکتی ہی نہیں
اب اینٹری سے یہ قوم رُکتی ہی نہیں
ہوتی نہیں ان میں کچھ بھی غیرت پیدا
اور بات اکبر کی ہے کہ چکتی ہی نہیں

ایضاً

چغلیاں اک دوسرے کی وقت پر جڑتے بھی ہیں
ناگہاں غصہ جو آجاتا ہے تو لڑ پڑتے بھی ہیں
ہندو و مسلم ہیں پھر بھی ایک در کتے ہیں بیچ
ہیں نظر آئیں کی ہم ملتے بھی ہیں لڑتے بھی ہیں

ایضاً

اوروں کی کہی ہوئی جو دھراتے ہیں
وہ فونوگراف کی طرح گاتے ہیں
خود سوچ کے حسب حال مضمون نکال
انسان یوں ہی ترقیاں پاتے ہیں

ایضاً

لفظوں کے چمن بھی اس میں کھل جاتے ہیں
بیساختہ قافئے بھی مل جاتے ہیں
دل کو مطلق نہیں ترقی ہوتی !
تعریف میں سر اگرچہ ہل جاتے ہیں

ایضاً

آپکی فرقت میں کل رات بھر سویا نہیں
لیکن اتنی بات تھی گا تار ہا رویا نہیں
نوش جان فرمائیں حضرت شوق سے ناشتا
چھ بجے ہیں بس نے تو منہ بھی ابھی دھویا نہیں

ایضاً

ہم کیا خالی ہوائی گولا چھوڑیں !
کس جوگ کے بل پر اپنا چولا چھوڑیں
حضرت نے تو چھاؤنی میں رکھی ہے دکان
ہم کیوں اپنا محلہ ٹولہ چھوڑیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ظلم جتنے ہیں ہمیں پردہ کئے جاتے ہیں
ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر بھی جئے جاتے ہیں
شیخ کے حق میں اُٹھا رکھا ہے کیا رندوں نے
ظرف انہیں کا ہے کہ سب کچھ یہ پئے جاتے ہیں

ایضاً

زمانِ حال میں اگلے فسانے امر ماضی ہیں
جو تلواریں چلاتے تھے وہ اب ٹھوکر پہ راضی ہیں
شرابِ ارتقی ہے پبلک میں روا ہے خون تقویٰ کا
مزا ہے اب تو رندوں کو نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں

ایضاً

کچھ غم نہیں اگر میں مایوس ہو گیا ہوں
اب یاس سے بہت کچھ مانوس ہو گیا ہوں
کافی ہے سوزِ باطن انوارِ معرفت کو
اپنی ہی شمع دل کا فانوس ہو گیا ہوں

ایضاً

غضب ہیں ظاہری صورت کے جلوے بزم ہستی میں
حقیقت پر نظر رہتی نہیں غفلت کی مستی میں
فلک دیتا ہمیں کچھ اوج رخ کرتے جو پستی کا
خیالوں ہی کی پستی نے بٹھا رکھا ہے پستی میں

ایضاً

مجھے سنا کے یہ کہتا تھا اک طفل ذہین
یہ سچ ہے ہم میں وفا و ادب کی بو بھی نہیں
سبب ہے اسکا مگر صرفِ ضعفِ ملت و دین
جناب قبلہ و کعبہ ہیں خود ہی دیر نشین

ایضاً

دین و تقویٰ سے بہت دور ہوا جاتا ہوں
بادۂ عیش سے مخمور ہوا جاتا ہوں
مری گردن پہ ہیں شیطان کے احسان بہت
ترک لاحول پہ مجبور ہوا جاتا ہوں

ایضاً

پڑھے گنگناتے تھے لالہ سنہ بجن !
نہ آنکھوں میں انجن نہ دانتوں میں منجن
چھٹے ہم سے بالکل وہ اگلے طریقے
کہاں کھینچ لے جائے گا ہم کو انجن

ایضاً

اکبر کے کلام میں مزا کچھ بھی نہیں
گو اُس نے بہت کہا۔ کہا کچھ بھی نہیں
زلف و کمر بتاں کا مفقود ہے ذکر
شیطان پہ طعن کے سوا کچھ بھی نہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

جب کہا میں نے خدا سے آپ ڈرتے کیوں نہیں	وہ بگڑ کر بول اُٹھے آپ مرتے کیوں نہیں
جب یہ حالت ہے طبائع کی تو کیوں کہتے ہیں لوگ	اکبر اُٹھتے کیوں نہیں واعظ ابھرتے کیوں نہیں

ایضاً

بُت کی سی اگر کہیں تو اللہ کہاں	اللہ کا نام لیں تو یہ واہ کہاں
خاموش رہیں تو دل کو بے چینی ہو	بھاگیں تو سکت کسے ہے اور راہ کہاں

ایضاً

قول ملحد ہے کہ نیچر ہو گیا میرا معین	اور فلک کی ہے صدا واللہ خیر الماکرین
ہم خموشی سے تماشا دیکھتے ہیں دہر کا	دیکھنا ہے کون سچ کہتا ہے دنیا یا کہ دین

ایضاً

کہنا مجھکو جو کچھ ہے وہ کہنے دیں	دینی علموں کی موج کو بہنے دیں
شبلی[۱] کی دعا بتانِ مغرب سے یہ ہے	ندوہ کو حضور قبلہ رُخ رہنے دیں

ایضاً

تسبیح وہ اب کہاں وہ تہلیل کہاں	قرآن مجید کی وہ ترتیل کہاں
کل کے آگے خیال مرزا کس کو	جب ریل ہے سامنے تو جبریل کہاں

ایضاً

اس پیڑ میں خوب ہی کٹھل آئے ہیں	ہر شاخ میں پانچ سات پھل آئے ہیں
اکبر نے کہا کہ ہم غریبوں کے لئے	نیچر کی طرف سے پارسل آئے ہیں

ایضاً

مفقود ہے گو کہ آج یارو نیشن[۲]	صد شکر ہوا ظہور کارونیشن[۳]
مانگو خالق سے حضرت جارج کی خیر	تم بھی ہو جاؤ گے ٹومارو[۴] نیشن

ایضاً

حضرت خود واقعات تصنیف کریں	ہم بیٹھ کے انجمن میں تعریف کریں
فطرت یہ نگاہ جن بزرگوں کی ہو	بہتر ہے یہی کہ وہ نہ تکلیف کریں

۱ مراد شمس العلما مولانا شبلی نعمانی شمس العلما مرحوم بانئ ندوہ

۲ انگریزی nation معنی قوم

۳ انگریزی coronation معنی جشن تاجپوشی

۴ انگریزی tomorrow بمعنی کل فردا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ترقی کی پنین ہم پہ چڑھا کیں : گھٹا کی دولت اسپیچیں بڑھا کیں
سہین ہر پھر کے آیا پی نصیبن ! وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کیں

ایضاً

فلک پر شان و عظمت سے ستارے جگمگاتے ہیں خدا کی سلطنت کی جوبلی ہر شب مناتے ہیں
یہی نظارہ ہمکو محو رکھتا ہے سدا اکبر فرشتے بے ٹکٹ یہ منظر اعظم دکھاتے ہیں

ایضاً

اسباب طرب یہاں وہاں سے لائیں ہر طرح کا فرنیچر دکاں سے لائیں
قائم نہ رہے ادب تو کیا اس کا علاج انگریز کا رعب ہم کہاں سے لائیں

ایضاً

تیری باتیں رہ تحقیق کی سالک ہی نہیں میں نہ مانوں گا کہ میرا کوئی مالک ہی نہیں
لطف جب تھا کہ منی اور رشی رہتے تھے ہر دوار اب وہ نہیں اور وہ سوالک ہی نہیں

ایضاً

گوشہ صبر و قناعت ہی میں اب محفوظ ہوں شہد سے محروم ہوں تو زہر سے محفوظ ہوں
گو حریفوں کی نظر میں رنگ پھیکا ہو مرا نرگس مستانۂ ساقی کا میں ملحوظ ہوں

ایضاً

چرخ نے بیتی کمیشن کہدیا اظہار میں قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں
شوہر افسردہ پڑے ہیں اور مرید آوارہ ہیں بی بیاں اسکول میں ہیں اور شیخ جی بازار میں

ایضاً

ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسماں نکلیں میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے بی بیاں نکلیں
مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں انکو دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

ایضاً

یہ لیڈر خود ہی مضطر ہیں مگر عشوے دکھاتے ہیں جو شخصی زندگی ہے اس کو یہ قومی بتاتے ہیں
بجز الفاظ کے حاوی نہیں کلی پہ یہ کام انکے یہ خود جزئی ہیں لیکن گیت کلی کا سناتے ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

خانہ جنگی ہی میں حضرت مرد ہیں — عیب جوئی کے ہنر میں فرد ہیں!
اپنوں ہی کے واسطے ہیں شعلہ خو — سامنے غیروں کے بالکل سرد ہیں!

ایضاً

میرے نزدیک تو بے اصل یہ اشکال ظاہر ہیں — جو اچھے ہیں وہ مومن ہیں بُرے جو ہیں وہ کافر ہیں
وہی ہیں پاک طینت لو لگی ہے جنکی خالق سے — نہیں ہے شرک کی جنمیں نجاست سے وہ طاہر ہیں

ایضاً

کفر پہ غصہ نہیں فطرت پہ کچھ حیرت نہیں — خانہ جنگی کے سوا بس اور کچھ رغبت نہیں
قوت انشا کو آخر صرف کرنا ہے ضرور — کیا کریں زورِ قلم ہے اور کچھ طاقت نہیں

ایضاً

کیا فرض ہے یہ کہ وہ ڈھٹائی میں رہیں — لازم کیا ہے - بلند آرائی سے رہیں
کافی ہے خدا کی یاد اک گوشے میں — روٹی مل جائے اور صفائی سے رہیں

ایضاً

یہ شاعر رنگِ شب کو گیسوئے لیلیٰ بھی کہتے ہیں — یہی حسن تصور ہے جسے سودا بھی کہتے ہیں
بتوں کے ناز پر اس عہد میں لازم ہے خاموشی — بُرا کہتے ہیں وہ اُنکو تو ہم اچھا بھی کہتے ہیں

ایضاً

اس عمر تک آگئے اے اکبر مشغولیٔ دنیا کچھ بھی نہیں — سب کچھ جسے ہم سمجھے تھے عمر بھر نہیں جو دیکھا کچھ بھی نہیں
تدبیر کی کوئی حد ہی نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا — اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

ایضاً

شیخ جی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں — اب تو ہم مصلحتاً ان کا ادب کرتے ہیں
طلب جاہ یہ وہ کرتے ہیں کس کو مجبور — سچ تو یہ ہے کہ ہمیں لوگ غضب کرتے ہیں

ایضاً

تم کو مبارک ہوس جو ہم کہیں وہ سب کہیں — ہمکو تو ہے اس میں مفر سب کی سنیں یا رب کہیں
سورج تو ہے لیکن نہاں ظلمت کے اندر ہے جہاں — تقویم میں تم دن پڑھو ہم جس کے اندر شب کہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کسی سے وہ محبت ہو محبت جس کو کہتے ہیں
پھر اُس سے ایسی فرقت ہو کہ فرقت جسکو کہتے ہیں
دلی حالات کا اندازہ ہو اسوقت غافل کو
مصیبت ہی نہیں دیکھی مصیبت جسکو کہتے ہیں

ایضاً

کیا عذر قوم کو ہے ترقی کی بات میں
رغبت کیسا نفسِ خود ہے وہ لیڈر کے ہات میں
تعلیم دختراں سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برات میں

ایضاً

بسے برگڈ میں مغرب کی رفاقت اسکو کہتے ہیں
ہوئے مدفون تکیے میں اصالت اسکو کہتے ہیں
سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اسکو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

ایضاً

مایوس ہوں مریضِ غم لاعلاج ہوں
کل بھی جیا تو کیا وہی ہونگا جو آج ہوں
افسردہ ہو کے کہتی ہے گل کی زبانِ حال
صرصر سے کیا کہوں کہ میں نازک مزاج ہوں

ایضاً

وہ اپنی حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں
یہ عہدِ فرق میں نے پایا ہے نیک و بد میں
تیری ہی حد میں تیری ساری سمتیں ہیں
مشکل ہے بحث کرنا میرے سخن کے رد میں

ایضاً

الگ خیال سے یہ دینوی مظاہر ہوں!
نماز کا ہے مزا جب حواس طاہر ہوں
مخالفین کو ہم کہہ تو دیتے ہیں کافر
اگر یہ ڈرتے ہیں دل میں ہمیں نہ کافر ہوں

ایضاً

حواسِ ظاہری کے دام میں اوہام حاضر ہیں
اگر یہ صید خود صیاد اطمینانِ خاطر ہیں
مرا اسلام ہی کیا ہے کہ حکمِ کفر دوں اکبرؔ
وہی کافر ہیں جو اللہ کے نزدیک کافر ہیں

ایضاً

بادۂ عرفاں کہاں یہ بحث کا دفتر کہاں
کفر ہے اس انجمن میں کون کیا کیونکر کہاں
خانۂ تن کے بھی اجزا میں ہے پیہم انقلاب
کیا بتائیں ہم کسی سے ہے ہمارا گھر کہاں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

موت سے ڈرتا ہوں ہاں گو موت کا شائق بھی ہوں
یعنی شبہ ہے کہ ایسے شوق کے لائق بھی ہوں
ہو نہیں سکتا بیانِ حالِ دل الفاظ میں
جوش بھی ہے طبع میں اور شعر میں فائق بھی ہوں

ایضاً

مقبول جو ہوں شاذ ہیں قابل تو بہت ہیں
آئینے کے مانند ہیں کم - دل تو بہت ہیں
وہ کم ہیں تڑپنے میں جنہیں ملتی ہے لذت
یوں آپ کی شمشیر کے بسمل تو بہت ہیں

ایضاً

لذت ہے روح کو تنِ خاکی سے میل میں
فطرت نے مست رکھا ہے قیدی کو رکھ کے جیل میں
فتح و شکست پر نظریں آپ ہی کی ہوں
اپنی تو دل لگی ہے فقط پاس فیل میں

ایضاً

حقیقت کیا مری ہستی کی اک ذرے سے بھی کم ہوں
تعجب اس پہ آتا ہے کہ میں بھی جزوِ عالم ہوں
بحمد اللہ مری ہستی نہیں ہے بارِ فطرت پر
زمیں پر ہوں تو سبزہ ہوں گلوں میں ہوں تو شبنم ہوں

ایضاً

مس سے بیگم نے کہا کل تو کہاں اور ہم کہاں
بوٹ کی چرچر میں کیا رکھا ہے یہ چھم چھم کہاں
مس یہ بولی پڑھ کے نکلو تو ذرا اسکول سے
اور ہی چالیں نظر آئیں گی یہ عالم کہاں

ایضاً

اولادِ مرزا ہر طرف بدنام ہیں !
پینگ بڈھو وارثِ اسلام ہیں
گردشِ گردوں کے آگے کس کا زور
کون دم مارے خدا کے کام ہیں

ایضاً

ناچیز ہے سکون تو تلاطم بھی کچھ نہیں
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی کچھ نہیں
کیا نور تھا نگاہِ جنابِ خلیل میں
شمس و قمر بھی کچھ نہیں انجم بھی کچھ نہیں

ایضاً

ہے جو لب پر شکوہ سمجھیں اسکو یا آہیں کہیں
میں ہوں مستِ بادۂ غم لوگ جو چاہیں کہیں
جو طریقے کامیابی کے بتاتے ہیں یہ بُت
ہیں یہ سب دامِ ہلاکت آپ انہیں راہیں کہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

روح ہے تن میں مگر دل میں مرے جان نہیں
داغ ہی داغ ہیں اب اور کوئی ارمان نہیں
سخت مشکل ہے مسلمان کو اس وقت فروغ
اور قناعت کی جو کہیے تو وہ آسان نہیں

ایضاً

دنیا کو خوب دیکھا جتنی محبتیں ہیں !
موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی ساعتیں ہیں
البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے !
اس میں وفا ہے شامل اور دل میں راحتیں ہیں

ایضاً

کسی کو بخت نہیں آج پاپ اور پن میں
سیاسیات کے نغمے ہیں دیس کی دھن میں
وہ بدگمان مرے جوشِ نگاہِ شوق سے ہیں
نہ احتیاط ہے مجھ میں نہ حسنِ ظن ان میں

ایضاً

عزلت ہی ہے مناسب کیوں فہمیچ نہ ٹھانوں
دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں
میری نصیحتوں کو سن وہ شوخ بولا !
نیٹو[ے] کی کیا سند ہے صاحب کہیں تو مانوں

ایضاً

کیا خوشی سے ہم آہ کرتے ہیں !!
کیوں وہ ایسی نگاہ کرتے ہیں !!
پھیرتے ہیں نگاہ دنیا سے !!
آنکھ کو روسیاہ کرتے ہیں !!

ایضاً

خوشی سے واہ کرتا ہوں نہ غم سے آہ کرتا ہوں
محل حیرت کا ہے بس اللہ ہی اللہ کرتا ہوں
قناعت ہی مری دولت دیانت ہے میری عزت
نہ حرصِ مال رکھتا ہوں نہ فکرِ جاہ کرتا ہوں

ایضاً

جیسا موسم ہو مطابق اسکے میں دیوانہ ہوں
مارچ میں بلبل ہوں جولائی میں پروانہ ہوں
حال میرا پوچھتے ہیں کیا یہ مستقبل طلب
کشتۂ ماضی ہوں صرف اک افسانہ ہوں

ایضاً

دن گذرتے ہی چلے جاتے ہیں !
لوگ مرتے ہی چلے جاتے ہیں !
جانتے ہیں کہ یہ غفلت کے ہیں کام
پھر بھی کرتے ہی چلے جاتے ہیں !

[ے] انگریزی native یعنی دیسی اب یہ لفظ حقارت کے موقعہ پر بولا جاتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دنیا کو نہ کاغذِ خبر میں دیکھو !
الفاظ کی شوکت و نزاکت پہ نہ جاؤ
اپنے فردا میں اپنے گھر میں دیکھو !
قائل کو قول کے اثر میں دیکھو !

ایضاً

سب سعی میں مصروف ہیں حاصل کی نہ پوچھو
ہے بحرِ مباحث میں رواں کشتئ امید
مغرب کے خضر ساتھ ہیں منزل کی نہ پوچھو
لہروں کی لچک دیکھ تو ساحل کی نہ پوچھو

ایضاً

خواہ صاحب کو سلام کرو !
بھائی جی کا فقط یہ مطلب ہے !
خواہ مندر میں رام رام کرو !
جس میں روپیہ ملے وہ کام کرو !

ایضاً

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو !
قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر
لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو !
حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو !

ایضاً

پیتا ہوں شراب آب زمزم کے ساتھ
ہے عشق حقیقی و مجازی دونوں !
رکھتا ہوں اک اوڈنی بھی ٹم ٹم کے ساتھ
قوال کو بھی صدا ہے چھم چھم کے ساتھ

ایضاً

مقوی کو بھی بد نہ کہئے ترغیب ہے یہ
شیطان کو جہنم کہہ دیا تھا اک دن !
کس سے میں کہوں کہ دل کی تخریب ہے یہ
اک شور مچا خلاف تہذیب ہے یہ

ایضاً

مرد کو چاہئے قائم رہے ایمان کے ساتھ
میں نے مانا کہ تمہاری نہیں سنتا کوئی
تا دمِ مرگ رہے یا خدا جان کے ساتھ
سُر ملانا تمہیں کیا فرض ہے شیطان کے ساتھ

ایضاً

مسکین ہو گدا ہو یا ہو شاہ ذی جاہ
آ ہی جاتا ہے زندگی میں اک وقت
بیماری و موت سے کہاں کس کو پناہ
کرنا پڑتا ہے سب کو اللہ اللہ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

تصدیق ادھر لشوق ادھر بالا رادہ جھوٹھ
اس سے زیادہ مگر نہ اس سے زیادہ جھوٹھ
عارض نہ ان کا گل ہے نہ دل میرا آئینہ
رنگین جھوٹھ وہ ہے اگر یہ ہے سادہ جھوٹھ

ایضاً

احتمال فتنہ ہے ہر مجمع و ملت کے ساتھ
گشت کرتی ہے پولیس بھی شیخ کی جنت کیساتھ
چھوڑ کر صحن حرم اکبر ہے محو طواف دیر
عزتیں گو اب بھی ہوتی ہیں مگر ذلت کیساتھ

ایضاً

اکبر کو ہے الفت بتان گمراہ !
کرتا ہے انہیں کے وصف میں نامہ سیاہ
احباب سنیں جو اس سے ایسے اشعار
تردید کریں کہیں کہ سبحان اللہ

ایضاً

عیش دنیا کا ہے شوق ہے اغیار کیساتھ
دل مرا شاد ہے سینہ میں غم یار کے ساتھ
کام نکلیگا نہ اے دوست کتب خانوں سے
رہئے کچھ روز کسی محرم اسرار کے ساتھ

ایضاً

بڑھتا جاتا ہے ضعف اپنا نور آہستہ آہستہ
لئے جاتی ہے پیری سوئے گور آہستہ آہستہ
تمہاری احتیاطیں مطمئن کرتی نہیں مجھکو
سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہے چور آہستہ آہستہ

ایضاً

ہے ان کی جبیں اور بتوں کی درگاہ
ہیں شرک خفی میں مبتلا شام و پگاہ
کس کو یہ خیال ہے کہ مومن کے لئے
قرآن میں ہے اشد حبا للہ !

ایضاً

کیا کروں عہد وفا اپنے خیالات کیساتھ
کہ خیالات بدل جاتے ہیں حالات کیساتھ
دیکھکر حضرت اکبر کو خدا یاد آیا !
یہ مصاحب کا ہجوم ایسے کمالات کیساتھ

ایضاً

فارسی اٹھ گئی اردو کی وہ عزت نہ رہی
ہے زباں منہ میں مگر اس کی وہ قوت نہ رہی
بند کر اپنی زباں ترک سخن کر اکبر
اب نری بات کو دنیا کو ضرورت نہ رہی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

شکر ہے تم نے مرے درد کی کچھ داد تو دی
نہ دوا کی نہ ہمیں رخصتِ فریاد تو دی
کیا ہوا شمعِ حرم تو نے بجھائی اے دوست
دیر کے شعلہ زبانوں نے تجھے داد تو دی

ایضاً

اُن کی نگاہ دشمنِ اسلام ہی رہی!
شرم و حیا کے ساتھ بھی بدنام ہی رہی
یاروں نے سو طرح کے مشاغل کئے بہم
لیکن مجھے تو فکرِ مے و جام ہی رہی

ایضاً

حالت تو یہ پہنچی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی
اور دل سے محبت ہے کہ اب بھی نہیں جاتی
کیا کام چلے اُن کی توجہ نہیں اکبر
اب کہئے خوشامد کی تو وہ کی نہیں جاتی

ایضاً

اوالعزمی جسے سمجھے تھے ہم وہ خودکشی نکلی
گمان ہوشیاری جس پہ تھا وہ بیہوشی نکلی
غضب ہے کہ فریاد و فغاں بھی کر نہیں سکتے
جو دیکھی فال تو بس اسمیں پندِ خامشی نکلی

ایضاً

خوبی طاعت کی ہے مسلم اب بھی
عزت اس کی نہیں ہوئی کم اب بھی
خودبین و حریص و جنگجو ہو نہ اگر
واقف کی نظر میں ہے مکرم اب بھی

ایضاً

رغبت جو دلائی وسعتِ مشرب کی
شامل اس میں غرض بھی بیشک سب کی
لیکن تبدیلِ وضع و نقلِ فاتح
ہے بعض کی بات اور اپنے ہی مطلب کی

ایضاً

راحت کا سماں بندھا تو غفلت بھی ہوئی
حسرت کا کھنچا جو سین عبرت بھی ہوئی
دنیا میں جسے جو پیش آیا اکبر
بس اُسکے مطابق اُسکی حالت بھی ہوئی

ایضاً

تحصیل علم کر کہ دولت ہے یہی
اخلاق درست کر کہ زینت ہے یہی
اکبر کی یہ بات یاد رکھ اے عشرت
محفوظ ہو منقصت سے عزت ہے یہی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ہر ایک کو نوکری نہیں ملنے کی !
کچھ پڑھ کے تو صنعت و زراعت کو دیکھ
ہر باغ میں یہ کلی نہیں کھلنے کی !
عزت کیلئے ہے کافی اے دل نیکی !

ایضاً

یہ زینت دنیا ہے کہ مٹی پہ ہے بنی
گوش شنوا ہو تو سنو اس کے ترانے
بچوں کے سوا کون ہوا اس کا متمنی
اس بزم میں اکبر سا نہیں کوئی مغنی

ایضاً

اس عہد میں یہی ہے کہیں داخل نکوئی
شوق عمل نہیں ہے فکر اجل نہیں ہے
مذہب پر نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی
ناصح بنے ہیں اکثر عابد نہیں ہے کوئی

ایضاً

منظور اے دل ہماری عرضی ہوگی
اس دور فنا میں ہوگی لیکن جو بات
اس وقت کہ جب خدا کی مرضی ہوگی
وہ صرف برائے نام و فرضی ہوگی

ایضاً

تاثیر ہوائے باغ ہستی نہ گئی !
ہوتے ہی رہے جمال دلکش پیدا
صورت کو ادا نظر کی مستی نہ گئی !
طبع انسان سے بت پرستی نہ گئی !

ایضاً

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رک نہیں سکتی
وہ تنزل رک نہیں سکتا نہ پیچش رک نہیں سکتی
کسی سے مشرق و مغرب کی سازش رک نہیں سکتی
بڑے بوڑھے ہونگے لیکن یہ بھی خواہش رک نہیں سکتی

ایضاً

وہ شکوت و شان زندگانی نہ رہی
پردہ اٹھا تو کھل گیا ہے اے اکبر
غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی !
اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

ایضاً

حصہ حریص کا ہے بیدینی و غلامی
محنت ہی کے لئے ہے تفریح قلب و روزی
قانع کے واسطے ہے اعزاز و نیکنامی
مقبول دوستاں ہے اکبر کی خوش کلامی

رباعی

تسبیح و دعا میں جس نے لذت پائی | اور ذکر خدا سے دل نے راحت پائی
کوئی نہیں خوش نصیب اس سے بڑھکر | بس دونو جہاں کی اس نے نعمت پائی

ایضاً

روزی مل جائے مال و دولت نہ سہی | راحت ہو نصیب شان و شوکت نہ سہی
گھر بار میں خوش رہیں عزیزوں کیساتھ | دربار میں باہم رقابت نہ سہی!

ایضاً

رازیت شوخ کی خبر ہی نہ ملی!! | دل کیا ملتا کبھی نظر ہی نہ ملی!
کیا وصل کا حوصلہ کریں پیش رقیب | جن کو اس وقت تک گھر ہی نہ ملی!

ایضاً

خواہش ہے اگر تجھے غنی بننے کی! | دولت کی ہوس ہے اور دھنی بننے کی
شخصی حالت کو چھوڑ کر اے ہندی | کوشش لازم ہے کمپنی بننے کی!

ایضاً

گو کہ رک سکتی نہیں یہ نقل وضع مغربی | پھر بھی کامل طور پر ممکن نہیں ہمقالبی
اپنی تاریخ اپنی ملت سے رہو تم باوفا | ہندگی تم کو مبارک صاحبوں کی صاحبی

ایضاً

دیکھے جو حوادث سماوی ارضی! | قائم کرلیں ہیں تو نے باتیں فرضی
بھولا ہے خدا کو تو ذرا غور تو کر! | زندہ رکھتی ہے تجھکو کس کی مرضی

ایضاً

عمدہ مچھلی مسلم و خام ملی!! | تحفہ پایا مراد خدام ملی!!
ممنون کریم کیوں نہ ہوں اے اکبر | وہ دام ہیں لائے مجھکو بے دام ملی!

ایضاً

جبتک ہم ہیں ہے قومی خصلت باقی | بیشک پردے کی ہے ضرورت باقی
چالیس برس کی بات ہے یہ شاید | بعد اسکے رہے گی پھر نہ حجت باقی

رباعی

زاہد کی شیخ دیکھ کے اُس بت کو چڑھ گئی
وہ کیا تمام ملک میں اک دھوم مچ گئی
اکبر ہی تھا کہ دین میں دل کو چھپا لیا
وہ بھی کہاں بچا یہ کہو جان بچ گئی!

ایضاً

دستِ فلک سے ہند کی خفت بہت بڑھی
جو کچھ بھی تھی اسکی عظمت و وقعت وہ سب مٹی
اس کی دو قناعت و نیکی ہے بس فقط
ہاں مشغلے کے واسطے ہو یونیورسٹی

ایضاً

باقی نہیں رہی وہ دنیا سے گرم جوشی
اب میں ہوں اور عزلت اور عالمِ خموشی
اپنے ہی دل کے ہاتھ اب میں بک گیا ہوں اکبر
سر میں نہیں رہا وہ سودائے خود فروشی!

ایضاً

بے بصیرت ہے مگر تو منکرِ شیخ و ولی
ناشگفتہ رہ گئی بیشک ترے دل کی کلی
چشم پیدا کن کہ بینی آشکار و ہم نہاں
در قبائے گلرخاں رنگِ نبی بوئے علی

ایضاً

پہلے تو دکھاتی تھی چمک اپنی گنی!
اب پیش نگاہ ہیں فقط پنس[۱] و پنی[۲]!
کہتے ہیں حریف ہنس کے از رہِ طعن
جب دین کو کھو دیا تو دنیا بھی چھنی!

۱؎ انگریزی اکنی
۲؎ انگریزی پیسے

ایضاً

ہم نے واعظ کی خوب داڑھی نوچی
یہ بات مگر نہ اپنے دل میں سوچی!
مذہب کو شکست دے کے کیا پائینگے
آخر کو رہینگے موچی ہی کے موچی!

ایضاً

اب تک جو کہیں ہماری قسمت نہ لڑی
ناحق تجھے ہمنشین ہے فکر اُس کی پڑی
انگریز کے ملک میں لڑائی کیسی!
یہ ہند ہے یہاں خوں انتظامی ہے بڑی

ایضاً

انگریزوں میں عادت سحر خیزی تھی!
انداز روش میں اک دلاویزی تھی!
مشرق کی ہوا سے وضع اب ہے بدلی
پہلے اچھی تھی خالص انگریزی تھی!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی ۴

کیک کے فکر میں سو روٹی بھی گئی ۱ چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر ! پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

ایضاً

اقبال کیسا کہ اے خرد تو بھی گئی ! غیرت کیسی کہ مذہبی بو بھی گئی !
سچ کہتے ہیں حضرت کرامت اکبر رخصت ہوئی فارسی تو اردو بھی گئی

ان مراد جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد مرحوم

ایضاً

پیارا ہے ہمکو - شیخ ہمارا برا سہی ! چاہو تو لائق نہیں دیسی چھڑا سہی !
اکبر کا نغمہ قوم کے حق میں مفید ہے دل کو تو گرم رکھتا ہے وہ بےسرا سہی

ایضاً

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی ! ! نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی !
چھری سے ان کی کٹوا کر فلک نے خدا جانے ہماری ناک کب کی !

ایضاً

علم پر بھی عشق کی تاثیر آخر پڑ گئی ! تخلیے کی بات پبلک کے دلوں میں گڑ گئی
وصل کی شب بیٹھے اس بت سے لڑائی تھی زباں یہ اثر اس کا ہوا اردو سے ہندی لڑ گئی

ایضاً

سائنس سے زیادہ ہے ہیپ کی جڑ بڑی توپوں کی مار سے بھی خدا کی پکڑ بڑی
بابو یہ کہتے ہیں کہ نوہم جیت جائے گا اس وقت گو ملکش نے ڈالی ہے گڑبڑی

ایضاً

کچہریوں میں ہے پرسش گر کچھ ٹیٹوں کی سڑک پر مانگ ہے قلیوں کی اور ٹٹوؤں کی
نہیں ہے قدر تو بس علم دین و تقوی کی خرابی ہے فقط شیخ جی کے بیٹوں کی

ایضاً

مقصود ہے شغل کوئی مضمون سہی پیمانہ سے نہیں تو افیون سہی !
ہنگامہ موت بھی ہے اک جشن اکبر گر جنگ نہیں تو خیر طاعون سہی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

وحشت کی نئی روشنی سے آخر کو گھٹی
کرکٹ جمناسٹک ٹریننگ کالج !
فکر روزی میں شیخ کی طبع ڈٹی !
مولانا سیکھتے ہیں بالفعل نٹی !

ایضاً

مذہب اور مولوی پہ گالی ہوئی !
دروازہ منصفی ہے ہم پر کیوں بند
اسٹیج پہ انجمن میں تالی ہوئی !
ہر بات تو اے جناب عالی ہوئی !

ایضاً

اخلاق نکو و خوش تمیزی نہ سہی !
میٹھے پانی سے ہے زباں شیریں کام
القاب حبیبی و عزیزی نہ سہی ! !
جاں بخش حرارت غریزی نہ سہی !

ایضاً

کھائی مجھے کل یہ بات بی سنی کی
جیسا موقع ہو میں بنا دو وہ نگین
تفریق اڑا دو شیعہ و سنی کی !
ہیرے کی نہ شرط ہو نہ ضد چینی کی

ایضاً

ملتا نہیں گوشت خیر ہڈی ہی سہی
موقع جو پڑے پر قواعد کا نہیں !
کچھ کھیل ضرور ہے پھسڈی ہی سہی
چندہ تحصیل کر کبڈی ہی سہی !

ایضاً

ملتا نہیں گھی تو خشک روٹی ہی سہی
میں قوم کی فربہی کا مشتاق نہیں
نعمت جو بڑی نہیں تو چھوٹی ہی سہی
بس چاہئے میری عقل موٹی ہی سہی

ایضاً

ساتھ یاروں کے ہماری راحت دل اٹھ گئی
قتل ہونے کی کسے امید تھی قسمت کی بات
ایک دو کا ذکر کیا محفل کی محفل اٹھ گئی
اتفاقاً میری جانب چشم قاتل اٹھ گئی

ایضاً

حیرت میں ختم ہوگئی انشائے زندگی !
اس زندگی نے خود ہی کیا ہے تجھے اسیر
حل ہو سکا نہ ہم سے معمائے زندگی !
تجھکو یہ کیوں ہے شوق و تمنائے زندگی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دربارِ سلطنت میں ہے کبر و خود پسندی
مذہب میں دیکھتا ہوں جنگ اور گروہ بندی
روزی دعاشقی کا ہے شغل سب سے بہتر
لمینڈ ہے اور وہ کسی بندہ ہے اور بندی

ایضاً

الفت نہ ہو شیخ کی تو عزت ہی سہی !
مرشد نہ بناؤ اُن کو دعوت ہی سہی !
بگڑا ہے جو دل زبان ہی کو روکو !
رونا جو نہ آئے غم کی صورت ہی سہی !

ایضاً

غلطی مجھ سے ضرور یہ اک ہوئی !
پیدا وجہ نصیحتِ نیک ہوئی !
لینا تھا لغت سے اور ہی لفظ کوئی !
مِس کو جو لیا یہ مجھ سے میٹک ہوئی

ایضاً

دنیا آخر کو تم سے لپٹی ! ! !
ہو ہی گئے تم غرضیکہ ڈپٹی ! !
کرتے کیا اُن سے جھنجھٹ خالی !
کر آئے ہم اپنی ٹینٹ خالی ! !

ایضاً

مجھکو ہے پسند اس سبب سے یوپی
یعنی یو۔پی کا قافیہ ہے روپی !
ہے فصلِ بہاری بھی ہم آہنگ اس کی
جب آتی ہے کرتی ہے اشارہ توپی

ایضاً

گردوں کا نہ کر شکوہ اچھی نہیں خود غرضی
ہر حال میں پڑھ الحمد اللہ کی جو مرضی
اکبر نے کہا واپس لیتا ہوں میں ہر خواہش
الحمد رہی قائم منظور ہو یہ عرضی !

ایضاً

ہم ہیں وہ خوبی و نکوئی نہ رہی ! !
پاکیزگی و خستہ خوئی نہ رہی ! !
تعلیم جدید سے ہوا ایک حاصل !
ہاں کفر کے ساتھ جنگجوئی نہ رہی !

ایضاً

طبع پہ عبرت کی بدلی ایک دن چھا جائیگی
شوخیٔ برقِ تمنا ان کو بھی تڑپا جائے گی
دل نئے ہیں اور تمنائیں ابھی کم عمر ہیں
رفتہ رفتہ نوجوانوں کو سمجھ آ جائے گی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

شکر خالق کی ہمیشہ مجھکو جا لگتی رہی | سانس لینے کیلئے کافی ہوا ملتی رہی
غم کے داغوں سے رہی ایذا اگر یہ بھی ہوا | مجھکو پیہم لذتِ یادِ خدا ملتی رہی

ایضاً

انہیں کے مطلب کی بات کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات انکی | انہیں کی معرفت بولتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی
فقط مرا ہاتھ چل رہا ہے انہیں کا مطلب نکل رہا ہے | انہیں کا مضمون انہیں کا کاغذ قلم انہیں کا دوات انکی

ایضاً

امنگیں ہیں میرے دل میں جنون و عشق و وحشت کی | پھر اس میں بحث کیا افتاد ہی تو ہے طبیعت کی
ہوائے نفس نے محروم رکھا اوجِ عرفاں سے | بتوں کے زیرِ پا دیکھی بلندی اپنی ہمت کی

ایضاً

سنتا ہوں مجھے رخصتِ فریاد ملے گی | منظور تماشا ہی ہے یا داد ملے گی!
مل جائے نظر ان کی دعا مانگ رہے تھے | معلوم نہیں تھا ستم ایجاد ملے گی!

ایضاً

نہ سہی حسنِ عمل خوبیٔ گفتار سہی! | ہے تو اکبر میں بھی اک بات گنہگار سہی
دل جو تسبیح میں مصروف ہو حاصل ہے مراد | قشقہ بالائے جبیں دوش پہ زنار سہی

ایضاً

ساری دنیا آپ کی حامی سہی! | ہر قدم پر مجھکو ناکامی سہی!!
نیک نام اسلام میں رکھے خدا | کفر کے حلقے میں بدنامی سہی!!

ایضاً

خموشیٔ شمع صف کیوں نہ ہو زبان میری | کہ خود ہی بزم میں روشن ہے داستان میری
اگرچہ عقل سے کرتا ہوں میں حفاظتِ جاں | مگر نہ عقل مرے بس کی ہے نہ جان میری

ایضاً

ہر چند با اثر ہے تدبیر باغباں بھی! | لیکن بہار بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی
دورانِ دہر کی اپنے میں کیا کروں شکایت | گردش میں ہے زمیں بھی چکر میں آسماں بھی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

عبث اظہار خودی میں ہے یہ ہستی میری — وقت کے ساتھ اُڑی جاتی ہے ہستی میری
خس و خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند — سوز باطن کے نہ ہونے سے ہے پستی میری

ایضاً

اللہ اللہ کتنی نازک وہ رنگیلی ہوگئی ! — نام ہی بوسے کا سن کر نیلی پیلی ہوگئی!
سایۂ مغرب میں شوقِ دل نے پھیلائے تو پاؤں — چار ہی دن میں مگر پتلون ڈھیلی ہوگئی

ایضاً

دین آخرت کا واعظ دنیا ہوس کی بانی — جھگڑے میں پڑ گئی ہے انسان کی زندگانی
الفاظ سے نہیں ہے تسکین اسکے دل کو — اکبر پہ رحم فرما اے خالق معانی

ایضاً

آنکھیں ساقی کی تھیں رسیلی ! ! — اب تک میں بچا تھا آج پی لی ! !
پھاڑے مغرب نقاب نسواں ! — مشرق نے تو آنکھ اپنی سی لی ! !

ایضاً

مسٹر نقلی کو عقبیٰ میں سزا کیسی ملی ! — شرح اس کی مناسب ہے ملی جیسی ملی
اُس نے بھی لیکن ادب سے کر دیا یہ التماس — چارہ کیا تھا اے خدا۔ تعلیم ہی ایسی ملی

ایضاً

پڑھتے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی — بسے اُس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقے پہ — مری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

ایضاً

جب نور یقین نہیں بصیرت کیسی ! — طاقت ہی نہیں دلوں میں ہمت کیسی
اسلام نئی روش میں کیا ہو یک رُخ — مسجد ہی نہیں تو پھر جماعت کیسی !

ایضاً

جب غور کیا تو مجھ پہ یہ بات کھلی ! — دقت میں وہ ہیں کہ جو نہ صاحب نہ قلی
کالج و اسکول کی بجتی ہے ہر سو تو تڑی — چار دو تی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی

رباعی

اب حدیث لیڈری ہی عمراوی ہو چکی!
آفت ارضی کی شدت ہے سماوی ہو چکی
پند ہے گو نُو عیاذاً اللہِ اخوانا کی خوب
ووٹ بازی پر مگر یہ پند حاوی ہو چکی

ایضاً

پسند آئی ہے عزلت ہیں ہوں اب اور گھر کا گوشہ ہے
خدا کی یاد منزل ہے قناعت اپنا توشہ ہے
طبیعت اوج پر ہے رزق ما یحتاج ملتا ہے
ہمیں اک خوشۂ گندم یہاں پروین کا خوشہ ہے

ایضاً

ضروری کام نیچر کا جو ہے کرنا ہی پڑتا ہے
نہیں جی چاہتا مطلق مگر مرنا ہی پڑتا ہے
خدا کو ماننا ہی پڑتا ہے دنیا کو جب برتو
خیال مرگ سے انسان کو ڈرنا ہی پڑتا ہے

ایضاً

امید و بیم کے جھگڑوں سے آگاہی نہیں رکھتے
سبب یہ ہے کہ ہم کوئی تمنا ہی نہیں رکھتے
تجھے اے چرخ کیا مشکل ہے ہمکو مطمئن رکھنا
فقیر بے نوا ہیں شوکتِ شاہی نہیں رکھتے

ایضاً

ہاں ہاں عدو بھی آپ کا طالب ضرور ہے
لیکن حضور فرق مراتب ضرور ہے
بنتے ہو میری جان تو آ بیٹھو گود میں!
تم جانتے ہو روح کو قالب ضرور ہے

ایضاً

تخلیہ بھی ہے ہوا سرد ہے اور رات بھی ہے
پھر بھی انکار میری جان یہ کوئی بات بھی ہے
لطف ساقی ہو تو یہ وقت ہے مے نوشی کا
رحمت حق ہے گھٹا چھائی ہے برسات بھی ہے

ایضاً

نفع ہوتا ہے فقط خارجی علاج سے
واقف آپ ابھی نہیں عشق کے مزاج سے
دل ہیں تو کیا ملیں اہل قوم کے بہم!
ایک آیا کعبے سے ایک آیا لاج سے

ایضاً

ہر طرف ملنے بگڑنے کا یہاں اک دور ہے
چشم عبرت کے لئے دنیا محل غور ہے
لالہ و گل اک طرف طاعون کا غل اک طرف
ہے جنوں یا سعل کو لیکن رنگ ہی کچھ اور ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

بستان بخور بنوش بزن کار دہر ہے
دل اس میں اہل دل جو لگائیں تو قہر ہے
بس ذکر ہی میں بادۂ گلگوں کے ہے مزا
چکھنا نہ ہم نشین اسے واللہ زہر ہے

ایضاً

دنیا میں بے خبر ہے جو پروردگار سے
شاید ہے زندہ اپنے ہی وہ اختیار سے
اور صانعِ ازل تری قدرت کے میں نثار
کیا صورتیں بنائیں ہیں مشتِ غبار سے

ایضاً

کبھی ہے صبح عید اس میں کبھی شام محرم ہے
یہ عالم چشم بینا کیلئے عبرت کا عالم ہے
دوا ہے کالج اور کونسل سو اسکی ہے فراوانی
غذا ہے راحت دل اور دولت وہ بہت کم ہے

ایضاً

موت سے وحشت بشر کا اک خیالِ خام ہے
اصل فطرت میں فقط آرام ہی آرام ہے
اس تجارت گاہ دنیا کا کہوں کیا تم سے حال
کارخانے سب خدا کے ہیں ہمارا نام ہے

ایضاً

یہی خوشیاں رہینگی دہر میں ایسے ہی غم ہونگے
مگر اک وقت آئیگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے
امیدیں ٹوٹتی ہیں تو بہت صدمہ پہونچتا ہے
جو امیدیں کریگا کم اُسے صدمے بھی کم ہونگے

ایضاً

اسباب انتشار و جنوں مجھ سے چھن گئے
مطلب یہ ہے کہ عشق و جوانی کے دن گئے
جانیکی اُس گلی میں قسم کھائی تھی مگر
بھلا یہ دل کہ بن نہ پڑی مجھ سے بن گئے

ایضاً

انداز قیامت کے ہیں اے جان تمہارے
سو دل ہوں تو سو دل سے ہوں قربان تمہارے
ایمان ہو یا کفر ہو سچ بات تو یہ ہے
اسلام تمہارا ہے مسلمان تمہارے

ایضاً

لطف تھا جنسے نظارے کا حسین وہ نہ رہے
جنسے رونق تھی مکانوں کی مکین وہ نہ رہے
میں جو روتا ہوں کہ افسوس زمانہ بدلا
مجھ پہ ہنستا ہے زمانہ کہ تمہیں وہ نہ رہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

جھکتا نہیں بندہ کسی بدخواہ کے آگے
کیا غم ہے توکلت علی اللہ کے آگے
منطق بھی ہے قانون شہادت بھی خرد بھی
سب ہیچ مگر آپ کی واللہ کے آگے

ایضاً

ادھر سے جلوۂ مضمون ادھر حسن قافی ہے
یہی اک شغل میرے دل کے بہلانے کو کافی ہے
جناب شیخ ہی کو فکر اسناد معانی ہے
ہماری طبع موزوں کو زمین شعر کافی ہے

ایضاً

رہ گئے ہم ہاتھ ہی ملتے ہوئے !
دل ہمارا لے کے وہ چلتے ہوئے
کیوں نہ ہوتا دیر کا نخل بے ثمر
کس نے دیکھا بید کو پھلتے ہوئے

ایضاً

کھولی ہے زبان خوش بیانی کے لئے
اٹھا ہے قلم گہر فشانی کے لئے
آیا ہوں میں کوچہ سخن میں اکبر
نظارہ شاہد معانی کے لئے

ایضاً

سوچو کہ آگے چل کر قسمت میں کیا لکھا ہے
دیکھو گھروں میں کیا تھا اور آج کیا رہا ہے
ہشیار رہ کے پڑھنا اس حال میں نہ پڑتا
یورپ نے یہ کہا ہے یورپ نے وہ کہا ہے

ایضاً

رکتا نہیں انقلاب چارہ کیا ہے !
حیران ہیں ملک بشر بچارا کیا ہے !
تسکین کیلئے مگر ہے کافی یہ خیال
جو کچھ ہے خدا کا ہے ہمارا کیا ہے !

ایضاً

انسان یا بہت سے دلوں کو ملا سکے !
یا کوئی شے مفید خلائق بنا سکے !
ہم تو اسی کو علم سمجھتے ہیں کام کا !
پڑھنے کو مستعد ہیں جو کوئی پڑھا سکے !

ایضاً

تو نے دل دہر سے ملا رکھا ہے !
قائم غفلت کا سلسلہ رکھا ہے
کیا خود زندہ ہے اپنی طاقت سے تو
آخر کس نے تجھے جلا رکھا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

قرآن میں ہمیں خدا نے سمجھایا ہے
شیطان نے فلسفے میں الجھایا ہے
قسمت اب دیکھئے سے دل کی اکبر
معلوم نہیں کہ یہ کدھر آیا ہے! !

ایضاً

دنیا نے دین کو بھلا رکھا ہے !
غفلت کی نیند میں سلا رکھا ہے
اس دور میں خوش نصیب وہ ہے اکبر
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے

ایضاً

ہر حال میں ہر روح انسب وہ ہے
اللہ اور رسول کا بھی مطلب وہ ہے
قرآن کو غور سے پڑھو اور سمجھو!
اکبر بخدا کہ جان مذہب وہ ہے!

ایضاً

کلچر سے نہ ہے نہ کچھ خیالات سے ہے
تہذیب سے ہے نہ ترک عادات سے ہے
اکبر بخدا یہ کامیابی ساری!
تقدیر سے اور اتفاقات سے ہے

ایضاً

دنیائے دنی محلِ آفات بھی ہے!
فکر روزی مخلِ اوقات بھی ہے!
طرّہ پھر اس پہ یہ کہ مرنا بھی ضرور
جیتا رہے آدمی تو اک بات بھی ہے!

ایضاً

انسان میں معتبر لیاقت بھی ہے
محسوب اس وزن میں وجاہت بھی ہے
انداز سخن سے بھی ہے اندازۂ طبع
اک جزو قوی مگر شرافت بھی ہے

ایضاً

دولت وہ ہے جو عقل و محنت سے ملے
لذت وہ ہے کہ جوش صحت سے ملے
ایمان کا ہو نور دل میں وہ راحت ہے
عزت وہ ہے جو اپنی ملت سے ملے

ایضاً

آپس میں موافق رہو طاقت ہے تو یہ ہے
دیکھو نہ بہم عیب محبت ہے تو یہ ہے
صحت بھی ہو روزی بھی ہو دل کو بھی ہو تسکین
دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہے تو یہ ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

حاسد تجھ پر اگر حسد کرتا ہے !
کر صبر کہ خود وہ کار بد کرتا ہے !
اپنی پستی کو کر رہا ہے محسوس !
اور تیری بلندیوں سے کد کرتا ہے !

ایضاً

انبساطِ نفس الگ ہے . روح کا وجد اور ہے
وشت وحشت اور ہے اور وادی نجد اور ہے
ہو جو باطن کی ترقی تجھکو منظور نظر
یاد رکھو اکبر تکبر اور ہے مجد اور ہے

ایضاً

ارمان نہ شراب و بزم شاہد کا ہے
سامان نہ محافل و مساجد کا ہے !
اکبر کو ہے انس کنج تنہائی سے :
دھیان اُس کو فقط خدائے واحد کا ہے

ایضاً

کچھ شک نہیں کہ خلق سے ملنا ضرور ہے
جو اس سے اختلاف کرے حق سے دور ہے
لیکن خدا کے واسطے خلقِ خدا سے مل !
سمجھے گا اس کو وہ جو اہل شعور ہے

ایضاً

انسان جو عمر ختم کر چکتا ہے ! !
خوش ہو چکتا ہے آہ بھر چکتا ہے
فانی دنیا کا دیکھ لیتا ہے رنگ !
زندہ جو رہا بھی وہ تو مر چکتا ہے !

ایضاً

سنئے حکمت جو میری گفتار میں ہے
اک حد ادب ہر ایک سرکار میں ہے
پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا !
پہلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے

ایضاً

شیطان سے دل کو ربط ہو جاتا ہے
دشوار انسان کو ضبط ہو جاتا ہے
حد سے جو سوا ہو حرص یا خود بینی !
اکثر یہی کہ خبط ہو جاتا ہے !

ایضاً

اللہ کا حق اگر تلف ہوتا ہے !
اس کے لئے کون سربکف ہوتا ہے
دنیا طلبی میں ہے یہ ہنگامۂ شور
حاصل پھر اس سے کیا شرف ہوتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

خلقت جو کہیں ذلیل ہو جاتی ہے
گو جسم میں ظاہر توانائی ہو!
بے غیرت و بے ذلیل ہو جاتی ہے
اخلاق میں وہ علیل ہو جاتی ہے

ایضاً

دنیا کو بہت ذلیل پایا میں نے!
اخلاقی پہلوؤں سے جانچا اکبر
بے غیرت و بے ذلیل پایا میں نے!
شدت سے اسے علیل پایا میں نے

ایضاً

افسوس سفید ہو گئے بال ترے!
تو زلفِ بتاں بنا ہوا ہے اب تک
لیکن ہیں سیاہ اب بھی اعمال ترے
دنیا پہ ہنوز پڑتے ہیں جال ترے

ایضاً

ہیں وعدۂ خالقِ دو عالم سچے!
اے منکرِ دین قیامت آنی ہے ضرور
قرآن سچا رسول اکرمؐ سچے!!
کہدیں گے وہاں کہ دیکھ لے ہم سچے!

ایضاً

ایسے بھی ہیں خلق جن کو فرعون کہے!
ہیں نام بنام تم سے کہتا اکبر!
ایسے بھی ہیں جنہیں مخدوعون کہے
نازک ہے مگر معاملہ کون کہے!

ایضاً

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے
لیکن یہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہندی
بنگلہ بھی ہے ہاٹ بھی ہے صابون بھی ہے
یورپ کا تری رگوں میں کچھ خون بھی ہے

ایضاً

دولت بھی ہے فلسفہ بھی ہے جاہ بھی ہے
سب سے قطع نظر ہے مشکل لیکن
لطف حسن بتانِ دل خواہ بھی ہے
اتنا سمجھے رہو کہ اللہ بھی ہے!

ایضاً

مذہب کی کہوں تو دل لگی میں اڑ جائے
باقی سرِ قوم میں ابھی ہے کچھ ہوش
مطلب کی کہوں تو پالیسی اڑ جائے
غالب ہے کہ یہ بھی اس صدی میں اڑ جائے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

مذہب قانون و قوم کا بانی ہے !
خالص طاعت عروج روحانی ہے !
توہین اک دوسرے کی کرتے ہیں جو لوگ
وہ جہل ہے یا ہوائے نفسانی ہے !

ایضاً

ہمدرد ہوں سب یہ لطف آبادی ہے
ہمسایہ بھی ہو شریک تب شادی ہے
تسکین ہے جب کہ ہو خدا پہ تکیہ
قانون بنا سکیں تب آزادی ہے

ایضاً

آگاہ ہوں معنی خوش اقبالی سے
واقف ہوں بنائے رتبۂ عالی سے
شرطیں عزت کی اور ہیں اے اکبر
چلتا نہیں کام صرف نقالی سے

ایضاً

ایمان و حواس و حق پرستی کیا ہے
یہ غفلت و کفر و جوش مستی کیا ہے
لاریب یہ سب ہے ایک ہستی کا ظہور
یہ مجھ سے نہ پوچھیے پھر وہ ہستی کیا ہے

ایضاً

جینا تھا جس قدر ہمیں دنیا میں جی لئے
ساغر کئی طرح کے ملے اور پی لئے !
غم بھی رہا خوشی بھی تحیر بھی فکر بھی ;
جاتے ہیں اب کہ آئے تھے ہم بس اسی لئے

ایضاً

طاقت وہ با اثر جو سلطانی ہے !
اس جا ہے چمک جہاں زرافشانی ہے
تعلیم وہ خوب ہے جو سکھلائے ہنر
اچھی وہ تربیت جو روحانی ہے !

ایضاً

انسان چاہے جو بات اچھی چاہے
بدیوں سے محترز ہو، نیکی چاہے
شیطان سے وہ فلاسفی ہے منسوب
جس کا مطلب ہے۔ کر وہ جو جی چاہے

ایضاً

پاکیزگیٔ نفس کی دشمن مے ہے !
انسان کو خراب کرنے والی شے ہے
شیطان کی ہے پرائیوٹ سکرٹری
ستم اور اسکو منہ لگائے ہے سب ہے !

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

اوہام کے ہاتھ سے نہ ایذا سہئے !
ہے پیش نگاہ جلوۂ ارض و سما !
بندوں کے نہیں خدا کے ہوکر رہئے
سبحان اللہ جوش دل سے کہئے !

ایضاً

چیخے - چلائے - کودے - اچھلے - ٹہلے -
حالت تو وہی ہے بلکہ اُس سے بدتر
ہر پھر کے وہیں رہے جہاں تھے پہلے
یوں منہ سے جو جسکے دل میں آئے کہہ لے

ایضاً

تعلیم بھی پائی سب کے پیارے بھی ہوئے
لیکن جو یہ نور طبع پایا نہ گیا !
دنیا کو بھی خوش کیا ہمارے بھی ہوئے
پھر کیا تم عرش کے جو تارے بھی ہوئے

ایضاً

طبع سمجھی کہ بلندی میں بڑھی جاتی ہے
وہ ہے نافہم یہ عیار - محل ہے نازک
زلف خوش ہے کہ یہ پھانسی پہ چڑھی جاتی ہے
اہل بینش میں یہ اک نظم پڑھی جاتی

ایضاً

بیکار جگر ہے مضمحل گردہ ہے !!
گو نبض زبان سے زندگی ہے ظاہر
جس دوست کو دیکھئے وہ افسردہ ہے
دل کو جو ٹٹولئے تو وہ مردہ ہے

ایضاً

بہتر ہے یہی کہ اب علیگڈھ چلئے
جس فن کا ہو درس ہو جئے اسمیں شریک
رکیئے نہ کسی کیواسطے بڑھ چلئے !
جو پیش آئے سبق اسے پڑھ چلئے !

ایضاً

مہدی سا بزرگ صاحب جاہ تو ہے
منزل کا اگر پتا نہیں ہے نہ سہی
سنجیدہ کلام کے لئے واہ تو ہے
دلکش رہ نشین ہیں دلکشا راہ تو ہے

ایضاً

مولانا محو عشق یزدانی تھے ! !
بھولیں نہ کبھی انہیں محبان رسول
بیشک اس عہد میں وہ لاثانی تھے
یعنی رجبی شریف کے وہ بانی تھے

رباعی

ملکی ترقیوں میں دیوانے نکالے لئے ! — پتلون نہیں تو خیر رسالے نکالے لئے !
کافی ہے برشعلیٔ کلیسائے فکر زرق — اب دل سے مسجد اور شوالے نکالے لئے

ایضاً

خیر دل کی میں دل خواہ جانے ! — خیر ایمان کی حبِّ جاہ جانے !
رہی اب عاقبت کی بحث اکبر — تو اس کا حال تو اللہ جانے !

ایضاً

شوق شہرت بھی بُرا زر کی بُری چاہ بھی ہے — نفرت انگیز نظر میں ہوس جاہ بھی ہے
ہاں مگر حسنِ بُت زہرہ جبیں آفت دین — اس سے مجبور تو یہ بندۂ درگاہ بھی ہے

ایضاً

حالت پہلی سی اب کہاں میری ہے — حیرت انگیز داستان میری ہے
سینہ میرا ہے دل نہیں ہے میرا — میری نہیں بات گو زبان میری ہے

ایضاً

فیض حضرت بہر نمط ہوتا ہے ! — دل کو میرے حظ نہیں فقط ہوتا ہے
ہر امر غلط کی ہوتی ہے یاں تصحیح — اور لطف یہ ہے کہ غم غلط ہوتا ہے

ایضاً

یا امیٹیشن[۱] کے صدقے چائے دودھ اور کھانڈ لے — یا ایجیٹیشن[۲] کے بدلے تو چلا جا مانڈلے
یا قناعت اور طاعت میں بسر کر زندگی — زرق کی کشتی کو کھے پتوار لے اور ڈانڈ لے

ایضاً

جب تک رہے زندہ آرزومند رہے — جب مرگئے ہم تو قبر میں بند رہے
اب حشر میں خلد و نار کا ہے جھگڑا — دیکھیں یہ امید و بیم تا چند رہے

ایضاً

تان اس بت نے اڑائی ہمیں بلما کھولے — ہم تو کیا شیخ بھی توحید کا کلمہ[۳] بھولے
صنم ہند کو ہم یاد رہیں اے اکبر — غم نہیں ہے جو عرب میں ہمیں سلا بھولے

[۱] Imitation یعنی نقل اتارنا
[۲] Agitation مخالفانہ جوش و خروش
[۳] عمداً بلما کہتے ہیں قافیہ ملایا گیا ہے مصنف

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

بے لکھے قلم کے لوگ بہادے نکلے !
ہر سمت سے بیسوں رسالے نکلے !
افسوس کہ مفلسی نے چھاپا مارا !
آخر احباب کے دوالے نکلے !

ایضاً

سچ ہے کہ انہوں نے ملک لے رکھا ہے
ہم لوگوں سے کمپ کو پرے رکھا ہے
لیکن ہے ادائے شکر ہم پر لازم
کھانے کو بھی ہمیں بھی دے رکھا ہے

ایضاً

غضب ہے وہ ضدی بڑے ہوگئے !
میں لیٹا تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے !
نہیں ان کو کچھ شرم لاحول قوم !
یہ ملحد تو چکنے گھڑے ہوگئے !

ایضاً

ہر ایک کو ایک دن اجل آنی ہے
دنیا گزران ہے سچ ہے فانی ہے
لیکن مرنا جو عالم وجد میں ہو !
گویا کہ شعاع نور یزدانی ہے !

ایضاً

تم کتنے ہی محو کج ادائی رہتے !
تمپر دل وجان سے ہم فدائی رہتے
صد شکر تم آئے بڑھ گئی لذت طبع
لیکن جو نہ ملتے تب بھی بھائی رہتے

ایضاً

جو لوگ طرفدار علیگڈھ کے رہیں گے
اس دور میں بیشک وہ بڑھ چڑھ کے رہینگے
مفلس رہیں گمنام رہیں خیر جو کچھ ہو
کالج کے یہ سب علم تو ہم پڑھ کے رہینگے

ایضاً

ظاہر میں اگرچہ راز سربستہ ہے
مضمون لطیف و خوب برجستہ ہے
پودا نہیں پھول کا علیگڈھ کالج
گلدان میں مسلمون کا گلدستہ ہے

ایضاً

سرحد پہ باغیوں کو سکھ ماریں گے
گردن اردو کی راقم رکھ ماریں گے
قائم ہے البشیر کا یہ پرچہ !
ہم بھی کوئی مضمون لکھ ماریں گے

یہ دوسرے مصرعے کے قافیے میں طبع آزمائی ہوئی تھی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کونسل سے ہر طرح کا قانون آ رہا ہے
مطبع سے ہر طرح کا مضمون آ رہا ہے
لیکن پڑھوں میں کیونکہ آنکھوں کی ہے یہ حالت
اشک آ رہا تھا پہلے اب خون آ رہا ہے

ایضاً

بڑا ہے قحط البشر مر رہے ہیں فاقوں سے
خوشی ہو کیا مجھے شبرات میں پٹاخوں سے
بجھی ہوئی ہے طبیعت یہ روشنی ہے فضول
اتار لیجئے صاحب چراغ طاقوں سے

ایضاً

جس سے جو بن پڑے وہی کام کرے
صاحب بنے کھائے کھیلے آرام کرے
لیکن رہے قومی بھائیوں کا ہمدرد
ہر حال میں ادعائے اسلام کرے

ایضاً

سابق کے طریقوں پہ عمل کر نہیں سکتے
کل آج نہ تھا آج کو کل کر نہیں سکتے
الزام کہیں مشق قواعد کا نہ لگ جائے
صوفی بھی بہت کود اُچھل کر نہیں سکتے

ایضاً

بزم اکبر دانش آموز و نشاط انگیز ہے
ہر سخن اس کا لطیف و خوب معنی خیز ہے
بالارادہ اس سے جو کرتا ہے اعراض دگر
ناتواں بیں ہے وہ یا کودن ہے یا انگریز ہے

ایضاً

معاملہ تھا عرب کا خدائے واحد سے
عجم نے واسطہ رکھا شراب و شاہد سے
ادھر تھی حمد خدا ہی سے آشتی دل کی
اودھر تھی بحث نزاع حمید و حامد سے

ایضاً

عزت کا ہے نہ اوج نہ نیکی کی موج ہے
حملہ ہے اپنی قوم پہ لفظوں کی فوج ہے
اس طرز تربیت پہ ہیں اغیار خندہ زن
لاحول باپ کی ہے تو ماؤں کی فوج ہے

ایضاً

پیری نے دانت مجھ پہ لگایا ہے گھات سے
بائیں طرف کی ڈاڑھ میں ہے درد رات سے
بارہ مسالے ایک طرف درد اک طرف
پیپل سے فائدہ ہے نہ کچھ تیج پات سے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نہ یہ قید شریعت ہے نہ یہ غفلت کا پردہ ہے
رواج و مصلحت کی بات ہے حکمت کا پردہ ہے
تمہیں دھوکے میں ڈالا ہے مثال اہل یورپ نے
اُدھر سایہ حکومت کا ہے یاں عزت کا پردہ ہے

ایضاً

رہ گئے نا آشنا احباب غائب ہو گئے !
ہم نفس دو اک جو باقی تھے وہ صاحب ہو گئے
وقت بد میں کون رکھتا ہے رقابت کا خیال
ہم نشین اپنے رقیبوں کے مصاحب ہو گئے

ایضاً

کہا جب غیر کو کیوں تو نے اے گلرو پھنسایا ہے
تو بولا دل لگی کے واسطے آلو پھنسایا ہے
ادھر چاہ ذقن ہے اس طرف ہیں جال گیسو کے
ہمارے دل کو اس نے لڑکے بے قابو پھنسایا ہے

ایضاً

جو کام تھا گفتگو کا نکلتا ہے وہ پل سے
خوش کیوں نہ رہیں لوگ فرنگی کے عمل سے
تاریخ تو خالد کی پڑھو رات کو گھر پہ
اور دن کو کچہری میں دیو نیل کمل سے

ایضاً

ایمان کی ہے تاک کافری ہے تو یہ ہے
تقوی بیدم ہے ساحری ہے تو یہ ہے
نظم اکبر ہے دافع جادو و کفر
ماشاءاللہ شاعری ہے تو یہ ہے

ایضاً

مہمان فلک کہاں سکون پاتا ہے
آسودہ جو ہیں انہیں بھی ٹہلاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل و حرکت
ظاہر ہے صریح پیٹ دوڑاتا ہے

ایضاً

در پر مظلوم اک پڑا روتا ہے !
بیچارہ بلا میں مبتلا روتا ہے !
کہتا ہے وہ شوخ تال سم ٹھیک نہیں
کیا اُسکی سنوں کہ بے سرا روتا ہے !

ایضاً

رندی و شراب و بزم شاہد بھی ہے
منطق بھی ہے دلیل ملحد بھی ہے
لیکن قربان حکمت پیر مغان
دو مولوی بھی ہیں ایک مسجد بھی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دھن نوکری کی ہے نہ پری ہے نہ حور ہے
آئین بھی بدلتے ہیں نیت کے ساتھ روز
اب فکر پاس کی ہے قیامت تو دور ہے
امید بے اصول سے اب دل نفور ہے

ایضاً

ہر اک ریمارک آپ کا عقرب کا نیش ہے
مجھ سے کہا کہ گو نشتر ہے ترا سخن !
مجھ کو بھی رنج غیر کا سینہ بھی ریش ہے
اُس سے یہ کہدیا کہ تو گو برگنیش ہے !

ایضاً

خلقت اسی سمت صف بہ صف جاتی ہے
ہے نور خدا بھی طالب رزق کا دوست
باعود و رباب و چنگ و دف جاتی ہے
ڈاڑھی بھی تو پیٹ کی طرف جاتی ہے

ایضاً

ہر چند کہ مجھکو اعتقاد اب تک ہے
بیٹھے تو بہت ہی سر جھکا کر ہیں حضور
تاہم بلحاظ وقت دل میں شک ہے !
کیا جانے مراقبہ ہے یا پینک ہے !

ایضاً

سب سمجھتے ہیں کہ یہ عشق بتاں اک روگ ہے
شاہدان مغربی کرتے نہیں مجھکو قبول
لیکن اسکو کیا کریں ملتا جو موہن بھوگ ہے
ٹال دیتے ہیں یہ کہکر آپ کالا لوگ ہے

ایضاً

جو مرد ہیں وہ پاک ہیں دنیا کے میل سے
چہرے کے نیچے قہر ہے ڈاڑھی کا جھول جھال
سچ ہے خبیث ملتے ہیں ایسی چڑیل سے
اس فرد کو بچائیے تفصیل ذیل سے

ایضاً

دل میں جو پڑ گئی ہے گرہ کھول ڈالئے !
ترکیب ہے ترقی اردو کی بس یہ خوب
اکدم میں کل متاع سخن تول ڈالئے
جو آپ بول سکتے ہیں سب بول ڈالئے

ایضاً

واہ اکبر بس مقیم کول ہو کر رہ گئے !
عرض و طول ہند میں تم نے نہ دوڑائے خطوط
خود فروشی کی نہیں -- انمول ہو کر رہ گئے
دل کشی مرکز میں پائی گول ہو کر رہ گئے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

میں نے جو کہا کل انتظام آپ کا ہے
بے فائدہ آپ کا یہ کام آپ کا ہے
کہنے لگے مسکرا کے یہ سب ہے صحیح
لیکن خوش ہو جیئے کہ نام آپ کا ہے

ایضاً

مذہب جسکی نظر سے بالکل گم ہے!
کیونکر میں کہوں وہ داخل مردم ہے!
شائستہ جو ہو تو اس کو پونی[ل] سمجھو!
ایسا جو نہ ہو تو اک خر بے دم ہے

ایضاً

اب کہا تک بت کدے میں صرف ایمان کیجئے
تا کجا عشق بتاں سست پیمان کیجئے!
ہے یہی بہتر علیگڈھ جا کے سید سے کہوں
مجھ سے چندہ لیجئے مجھکو مسلمان کیجئے

ایضاً

چھٹی اُس مِس کی ہے کہ یہ جادو ہے
دل جوش مفاخرت سے بے قابو ہے
ایسی پڑھی اور مجھکو پیارا لکھے!
القاب میں دیکھئے ڈیر کلو ہے!

ایضاً

ہندی مسلم ہیں ہند کی بُو بھی ہے!
افطار میں ہے کھجور تو سیو بھی ہے
اللہ اللہ ہے زباں پر بے شک
لیکن اک رنگ بم مہادیو بھی ہے

ایضاً

ہیں لمپ پہ عزیز شمع بیگانہ ہے!
جلتا ہے چراغ سے جو فرزانہ ہے
سب کی ہے مسوں کے روئے روشن پہ نگاہ
جو ہے نئی روشنی کا پروانہ ہے!

ایضاً

جو عقل کھری تھی کی وہ کھوٹی اُس نے
اچھے اچھوں سے چھین لی روٹی اُس نے
مسنون پہ شراب فاقہ مستی لائی!
پتلون کو کر دیا لنگوٹی اُس نے!

ایضاً

نکتہ یہ سنا ہے اک بنگالی سے!
کرنا ہو بسر جو تم کو خوش حالی سے
خالی ہو جگہ تو اپنے کھائی کو دو!
غصہ آئے تو کام لو گالی سے!

ل انگریزی Poney بمعنی ٹٹو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کہتے ہیں اکبر یہ تیری عقل کا کیا پھیر ہے
طبع تیری اس نئی تہذیب کی دل سیر ہے
عرض کرتا ہوں کہ میں بھی ہونگا حاضر عنقریب
ہو چکا ہوں پیر بس نا بالغی کی دیر ہے

ایضاً

مغربی کل نے مجھکو پیسا ہے !
میرا چونا اور کلیجا ہے ! !
آپ ہی گا کے جھوم لیتے ہیں !
بار بڈ ہے نہ اب نکیسا ہے ! !

ایضاً

انگریز میں عظمت جہانبانی ہے
ہم میں اک شان علم روحانی ہے !
لیکن تم لوگ تو کسی میں بھی نہیں
بازو نہ قوی نہ قلب روحانی ہے !

ایضاً

اگر اندازۂ قوت سے تمنا نہ بڑھے !
رنج پیدا بھی جو ہو دل میں تو اتنا نہ بڑھے
حرص گھٹ جائے وہی نعمت عظمےٰ ہوگی
میری دولت نہیں بڑھنے کی تو اچھا نہ بڑھے

ایضاً

رنگ دیکھے جہان فانی کے ! !
کھیل ہیں دور آسمانی کے !
شیخ سے مجھسے اب نہیں ہے بگاڑ
ہو چکے ولولے جوانی کے ! !

ایضاً

تکلف انہیں کے لئے کیجئے ! !
فقیروں کی کیا ہے جہاں پڑ رہے
بتوں سے بھی لڑتی نہیں یاں تو آنکھ !
برہمن ہیں لنڈن تلک لڑ رہے !

ایضاً

دنیا میں امر حق کو کس طرح صاف کہئے
کرتا ہے دشمنی وہ جس کے خلاف کہئے
یہ سرسری اشارہ کافی نہیں ہے حضرت
اپنی زبان سے بھی لفظ معاف کہئے !

ایضاً

نہیں ہے علم ان میں جہل کی مستی کا جھگڑا ہے
یہ باتیں غیر ثابت ہیں زبردستی کا جھگڑا ہے
فقط اک ہستی اعلیٰ کا پر تو دل میں پڑتا ہے
جو کچھ اس کے سوا ہے وہم کی ہستی کا جھگڑا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

معزز مسلم سے نوش اب ہے گو وہ فاسق ہے
شریک اسکے ہیں فاتح اور فیشن کے مطابق ہے
یہ دعویٰ ہے غلط تو ڈاروِن صاحب خطا بخشیں
خدا انسان کا خالق۔ خدا بندر کا خالق ہے

ایضاً

نہیں دشوار کچھ صحت پر اس کی شرط بدنا ہے
جو دنیا دار ہے وہ قاعدے کی رو سے ادنیٰ ہے
ستار مجھکو ملی تو چل گئے واعظ لگے کہنے
ترقی کی ہو گئی تکمیل باقی صرف لدنا ہے

ایضاً

کسی محفل میں تم اکبر اگر چمکے تو کیا چمکے
سند جب ہے کہ ابھرے ذکر حق نام خدا چمکے
یہ جگنو بھی نئی روشنی سے ملتے جلتے ہیں
اندھیرا ہی رہا جنگل میں گو یہ جا بجا چمکے

ایضاً

چکر آیا اک سا جھولا جھولے !
قومی عزت کی ہسٹری کو بھولے !
جنت کا خیال ہے نہ باغ دل کا
گملوں ہی پہ اب تو رہتے ہیں ہم پھولے

ایضاً

رفتار ترقی پہ کہیں ناچ نہ ہو جائے
یہ قرأت مصری کہیں کھماچ نہ ہو جائے
توحید کی تحریک سے زندہ ہے ترا دل
مغرب کی کمر کوک[1] سے یہ دا[illegible] نہ ہو جائے

ایضاً

ہیٹ پہونچی شیخ کے سر پر جو دل کے جوش سے
اور بھڑکے شعلہ ہائے فتنہ اس سرپوش سے
بن گئے صاحب ہنر صاحب کا کیا ہے آپ ہیں
کیا کلیں چمکیں گے سقف بنگلۂ خس پوش سے

ایضاً

بیدل ہمیں بروز سلو تو نہ کیجئے ! !
للہ بات ملنے نو[2] نو نہ کیجئے ! !
کل[3] کی صدا نہ خوبیٔ فطرت نہ لطف دید
بہتر یہی ہے خواہش فونو نہ کیجئے ! !

ایضاً

جن لوگوں نے مسلموں کو بہکایا ہے !
کامل کب ان کو علم و فن آیا ہے
جو فلسفی ہیں اصیل وہ ہیں خوش !
الحاد تو ٹینیوں[4] نے پھیلایا ہے

۱ انگریزی ... یعنی گھڑی
۲ نہیں نہیں
۳ شین
۴ ادنا فنسل والا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

تھا امن کسی قدر سو وہ دن بھی چلے
ظاہر ہی کے سمت اہل باطن بھی چلے
مجلس یہ ہوا اضافہ کانفرنس !
مسلم تو جا چکے تھے مومن بھی چلے

ایضاً

اُنظر اِلی الاہل کا تصور جو دل میں ہے
یہ وجہ ہے کہ آجتک آنرایبل میں ہے
کمسریٹ اب بھی اس کا ہے محتاج دیکھئے
معذور اگرچہ اس کا قدم آب و گل میں ہے

ایضاً

یہ پردہ در کو سوئے قوم کس نے بھیجا ہے
۴ کہ جسکی بحث سے مجروح ہر کلیجہ ہے
یہی ہے عقدہ کشائی قوم تو اک دن
ازار بند کو کہدینگے حبس بیجا ہے

ایضاً

باز آئینگے نہ پولٹیکل انٹریگ سے
جب کچھ نہیں تو لاگ لگائیں گے لیگ سے
اک شغل زندگی ہے بہار نمود سے
منظور دشمنی نہیں اپنے کلیگ سے

ایضاً

وہ نیو قوم کی ہے نہ پشتہ نہ بھیت ہے
بگڑے جو بن رہے ہیں یہ دنیا کی ریت ہے
ہنگامہ طرب نہیں یہ شورش رفارم
رنج و محن کا ساز ہے چکی کا گیت ہے

ایضاً

ممدوح مشرق غرب و شمال و جنوب تھے
تعریف بھی ہنر کی بری از عیوب تھے !
اب کچھ نہیں تو کیا کہیں تم سے کہ کیسے ہیں
ہاں اس میں شک نہیں ۔ ہے کہ جب تھے تو خوب تھے

ایضاً

نقش ماضی منظر بے معنی و مفہوم ہے
مصلحت فطرت کی ہے یا ذہن کا مقسوم ہے
بہ رہا ہے لاکھوں ہی موجیں یہ بحر فنا
ورد کے قابل فقط یا حیّ یا قیوم ہے

ایضاً

مشرق کے جو ہو رہے وہ پستی میں پڑے
مغرب سے سبق لیا تو مستی میں پڑے
پیدا ہی نہ ہوتے کاش اطفال یہاں
آخر یہ کیوں بلائے ہستی میں پڑے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

مادہ نہیں اتنی مضطرب نر کے لئے !
نو حصہ تم اپنی نوکری کو دے دو !
آمادہ ہیں جس قدر وہ اندر کے لئے !
دسواں حصہ تو ہو پیمبر کے لئے !

ایضاً

بے دینوں کو جوش مستی کیا ہے !
کہتی ہے فلک کی گردش ان سے
بندوں میں یہ خود پرستی کیا ہے !
تم کیا ہو تمہاری ہستی کیا ہے !

ایضاً

ہے جلوۂ مہر پر تو ماہ تو ہے ! !
ظاہر جو نہیں ہے حامیٔ دین کوئی !
سینے میں تمہارے قلب آگاہ تو ہے
بیدل کیوں ہو رہے ہو اللہ تو ہے

ایضاً

لطف امروز اور ہے اور فکر فردا اور ہے
نوجوان سے بزرگوں کو نہ کیوں ہو اختلاف
راہ دنیا اور ہے اور راہ عقبیٰ اور ہے
چشم بینا اور ہے اور چشم تماشا اور ہے

ایضاً

مہمان فلک کہاں سکون پاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل و حرکت
آسودہ جو ہیں انہیں ہی ٹہلاتا ہے
ظاہر یہ ہے کہ پیٹ دوڑاتا ہے !

ایضاً

قائم یہی بوٹ اور موزا رکھئے !
ان باتوں پہ معترض نہ ہوگا کوئی !
دل کو مشتاق مس ڈسوزا رکھئے !
پڑھئے جو نماز اور روزہ رکھئے !

ایضاً

دیکھ آئے تو ہم سنتے تھے جسے ! !
بار آور پارک میں یہ ہوں گے کیا
چند لڑکے ہیں مشن اسکول کے
گملوں ہی پر رہ گئے ہیں پھول کے

ایضاً

کالج ہے دینی فوائد کے لئے !
مسجد میں یہاں جو مولوی صاحب ہیں
قائم ہے یہ ایسے ہی مقاصد کے لئے
کپتان ہیں مذہبی قواعد کے لئے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کہتا ہوں تو تہمتِ حسد ہوتی ہے
خاموشی میں دل کو سخت کد ہوتی ہے
دنیا طلبی ضرور ہے انسان کو!
لیکن ہر شے کی ایک حد ہوتی ہے

ایضاً

اک شاعری وہ ہے جسے فطرت سے میل ہے
اک شاعری وہ ہے جو اکھاڑے کا کھیل ہے
دونوں ہیں گو کہ اپنی جگہ مستحق داد
منزل سے اس کو کام ہے اُسکو کلیل ہے

ایضاً

قرآن کو زبان سے دل میں اتاریئے
علمی نمو و چھوڑ عمل کو سنواریئے
چشم و زبان میں کیجئے پیدا اثر جناب
بعد اس کے بندگانِ خدا کو پکاریئے

ایضاً

انگریز خوش ہے مالک ایروپلین ہے
ہندو مگن ہے اُس کا بڑا لین دین ہے
بس اک ہمیں ہیں ڈھول میں پول اور خدا کا نام
بسکٹ کا صرف چوہے لمنڈ کا چھین ہے

ایضاً

ضرورت کچھ نہ تھی اس کی کہ آپس میں بھی ہو جائے
سلام و رحمۃ اللہ کی جگہ گڈ نائٹ اور گڈ ڈے
حیا مذہبی سے بھاگتا تھا کھیل گڑیوں کا
کہاں کی قوم ہاں کچھ بنگلے ہیں نازنین گڈے

ایضاً

بعد مردن کچھ نہیں یہ فلسفہ مردود ہے
قوم ہی کو دیکھئے مردہ ہے اور موجود ہے
شیخ کالج چاہیئے دیندار اور صاحب اثر
ورنہ کیسا ہی ہو عمدہ کورس وہ بیہودہ ہے

ایضاً

مجھ سے ہے عذر غیر کو کونسل کا ووٹ ہے
واللہ اس ستم کی میرے دل پہ چوٹ ہے
ترکیب صلح کل نہ نبھی دل پہ چوٹ ہے
سب سے بچے تو پیچھے کونسل کا ووٹ ہے

ایضاً

اگر میں ہوں تو سب کچھ ہے جو سب کچھ ہے تو جھگڑا کیا ہے
اسی میں کی خبر لینا ہے کچھ ہے بھی کہ دھوکا ہے
جو روز افزوں نہیں ترکِ تعلق آپ کا اکبر
تو پھر یہ شاعری کیا واہ وا کا اک تماشا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

معاذ اللہ دورِ چرخ کیا کیا رنگ لاتا ہے
نسیم صبح اور کلیاں تو دیکھیں اس نگستاں میں
جنہیں آتا تھا ہم پہ رشک اب ان کو رحم آتا ہے
ہم ایسے دل گرفتوں کو بھی یاں کوئی ہنساتا ہے

ایضاً

ایک پاتا ہے ایک کھوتا ہے ! !
سارے اسباب ہیں اسی کے مطیع !
ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے !
جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے !

ایضاً

اکبر جگر افگار ہے رسوا بھی بہت ہے
مطلوب نہیں زینتِ دنیا کا نظارا !
عزت کیلئے عشق میں اتنا بھی بہت ہے
اب دیکھ بھی سکتا نہیں دیکھا بھی بہت ہے

ایضاً

نہ کھول آنکھ کسی عکس بے بقا کے لئے
رضا کی شرط یہی ہے کہ کچھ طلب نہ کرو
صفائے دل پہ نظر رکھ فقط خدا کے لئے
دعا سے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں خدا کے لئے

ایضاً

ایک جمتا ہے ایک پگھلتا ہے !
دلِ تعلق بڑھا کے پچھتایا ! !
کام دنیا کا یونہی چلتا ہے ! !
پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے !

ایضاً

کھلتی نہیں کوئی راہ عمل اور وقت گذرتا جاتا ہے
مایوسی نے محفوظ کیا امیدوں کی بیتابی سے
الجھی ہوئی ہے غفلت میں یاں اور دل ہے، کہ مرتا جاتا ہے
اب اشک نہیں تھمتے جاتے ہیں اور دل بھی ٹھہرتا جاتا ہے

ایضاً

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر نہ کچھ پروا ہے
یہی فرماتے رہے تیغ سے اسلام پھیلا
غلط الزام بس اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

ایضاً

طبیعت سے خیالاتِ غم افزا جا نہیں سکتے
فلک کیا اس چمن میں جوش دل کا مجھ سے طالب ہے
برا ہو حافظے کا داغ دل مرجھا نہیں سکتے
کہ شاخیں ہل نہیں سکتیں عنادل گا نہیں سکتے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

کسطرح کہتا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہیئے
کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہیئے!
کہہ دیا میں نے کہ ہوں اور یہ نہیں سمجھا کہ کیا
اس خودی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیئے

ایضاً

فریب ہستی کا کھل گیا ہے نگاہ دنیا کو پا گئی ہے
عمل کی توفیق خدا دے سمجھ تو کچھ مجھکو آگئی ہے
کہانکے ارض و سما کو کب کہانکے ہم تم کہانکے یہ سب
قدم کی اک موج ہے زمانہ سو یہ بھی اک لہر آگئی ہے

ایضاً

یہ عقل ہی ہے محب کبھی عدو بھی ہوتی ہے
کہ مانتی بھی نہیں مضطرب بھی ہوتی ہے
وہی نگاہ جو رکھتی ہے مست رندوں کو
غضب ہے کہ کبھی محتسب بھی ہوتی ہے

ایضاً

کریں کیا یہ تو ان حضرات کو مطلب سکھاتا ہے
کہیں کیا یہ مناسب وقت ہیں مذہب سکھاتا ہے
جہاں قول و عمل یکساں ہے اور ہے اک دلی طاقت
تو ان کا پوچھنا کیا ان کو ان کا رب سکھاتا ہے

ایضاً

لحد کی تیرگی سے حق بجانب دل کی وحشت ہے
یہی وہ شب ہے جسکی صبح بھی صبح قیامت ہے
مصیبت ہر مومن پر تو عرفان ہے اے اکبر
ظہور داغ دل دیباچہ صبح سعادت ہے

ایضاً

دخل واعظ صرف استحقاق جنت ہی میں ہے
فیصلہ جینے کے حق کا دست فطرت ہی میں ہے
کینہ و پیکار میں بھی یوں تو ہے اک حظ نفس
زیست کا اصلی مزا لیکن محبت ہی میں ہے

ایضاً

نفس نابینا حریص و طالب لذات ہے
عقل کی خدمت فقط ترتیب محسوسات ہے
ان مشاغل میں تو اے اکبر نہیں کچھ اوج دل
روح کی طاقت جو غالب ہو تو ہاں اک بات ہے

ایضاً

مذہب کیواسطے نہ شرافت کے واسطے!
ہے اب تو جنگ حکم و تجارت کے واسطے
لے ہی گئے گھسیٹ کے مجھکو پریڈ میں
تیار ہو رہا تھا میں جنت کے واسطے

رباعی

آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں
ہوش آئیگا انہیں موت کی بیہوشی میں
عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا!
حسن کو دخل بہت کچھ ہے ستم پوشی میں

ایضاً

دوستوں کیساتھ اگلی گرمجوشی اب کہاں
خون دل پینا پڑا ہے بادہ نوشی اب کہاں
باغباں کانٹوں نہیں الجھانے کا رکھتا ہے خیال
صحن گلشن میں بہار گل فروشی اب کہاں

ایضاً

میکدے میں رہکے ہم تقوی کو راضی کیا کریں
محتسب کی جب قضا آجائے قاضی کیا کریں
حال ہی سے ہے مدد حق یا قیوم پڑھو
مسٹری تو ہو چکی ایام ماضی کیا کریں

ایضاً

فطری خوبی ہے مبتلا فالج میں
بلبل داخل ہے میوزیکل کالج میں
داخل میں نوائے ساز کی کس کو خبر ہے
رعشہ سر سُر کو ہے مگر خارج میں

ایضاً

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
جھگڑے کیلئے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جب اس سے فلک کا دل بہلے ہم لوگ تماشا کیوں نہ کریں

ایضاً

عجم کی نیتیں سیکھیں مباہات عرب سیکھیں
زمانے کی ترقی جو سکھائے اُن کو سب سیکھیں
مگر اک التماس ان نوجوانوں سے میں کرتا ہوں
خدا کیواسطے اپنے بزرگوں کا ادب سیکھیں

ایضاً

ہجوم عیش طرب میں اُداس ہو جاؤں
ہزار امید ہو اور محو یاس ہو جاؤں
خدا شناس تو ہونا نہیں ہے سہل اکبر
یہی بہت ہے جو روشناس ہو جاؤں

ایضاً

جس طرف اٹھ گئی ہیں آہیں ہیں!
چشم بد دور کیا نگاہیں ہیں!!
ذرہ ذرہ ہے خضر شوق تو ہو!
جینے والے کو لاکھ راہیں ہیں!!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نیچری وعظ مہذب کو لیے پھرتے ہیں
ہم کو ان تلخ مباحث سے سروکار نہیں
شیخ صاحب ہیں کہ تہذیب کو لیے پھرتے ہیں
ہم تو اک شوخ شکرلب کو لیے پھرتے ہیں

ایضاً

بے سود اشعار اور کتب ہوتے ہیں !
کر پیچ تو عشق کے اکھاڑے میں ہزار
مفلس سے کہاں وہ ملتفت ہوتے ہیں
یہ بُت تو بزور زر ہی چت ہوتے ہیں

ایضاً

ماشاءاللہ وہ ڈنر کھاتے ہیں ! !
بس ہم ہیں خدا کے ٹھیک پنڈت اکبر !
بنگالی بھائی ان کا ڈنر اٹھاتے ہیں !
ان کی گاتے ہیں اپنے گھر جاتے ہیں !

ایضاً

یورپ والے جو چاہیں دل میں بھر دیں
بچتے رہو ان کی تیزیوں سے اکبر
جس کے سر پہ جو چاہیں تہمت دھر دیں
تم کیا ہو خدا کے "تین ٹکڑے" کر دیں

ایضاً

لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں
کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھہری
شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں
خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں

ایضاً

آپکی صورت بہت اچھی ہے اس میں شک نہیں
مجھ سے آخر آپ کو کیوں اسقدر وحشت یہ خوف
پھر مجھے کیا۔ ذہن میں اس کا جواب اب تک نہیں
آپ بنگالی نہیں ہیں اور میں ازبک نہیں

ایضاً

گو کہ وہ کھاتے پڈنگ اور کیک ہیں !
جب میں کہتا ہوں کہ گیو می اکس ڈیڑھ
پھر بھی سیدھے ہیں نہایت نیک ہیں
سر جھکا کر کہتے لوجی ٹیکٹ ہیں !

ایضاً

قسمت وہ کہاں کہ اب وہ تقسیم نہیں
لغزش پہ مری بُرا نہ مانو اے شیخ
کیونکر وہ اثر ہو جب وہ تعلیم نہیں
وھسکی کی ہے لہر موج تسنیم نہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

وہ لطف اب ہندو و مسلمان میں کہاں
اغیار ان پہ گزرتے ہیں خندہ زناں
جھگڑا کبھی گائے کا زباں کی کبھی بحث
ہے سخت مضر یہ نسخہ گاؤ زباں !

ایضاً

چناروں ہی کے سوجھتے ہیں انکو مضمون
دل شاد ہوا اُس سے قوم یا ہو محزون
لڑکے انہیں دیکھکر مچاتے ہیں دھوم
یہ ہیں نئی روشنی کے چند ناخون !

ایضاً

اعزاز نسب کے مٹتے جاتے ہیں نشاں
اگلے سے خیال ہند میں اب وہ کہاں
سید بننا ہو تو ہو سر سید
ہونا ہو خاں تو تم ہو انگریزی خاں

ایضاً

تھا تصور مالک آزادی رندانہ ہوں
لیکن اب بالکل اسیر انتظام خانہ ہوں
پہلے تھا اس بت کے گرد اب ساتھ ہی بچوں کی فوج
عشق میں دیوانہ تھا اب فکر میں دیوانہ ہوں

ایضاً

مذہب نے کہا کہ جان سے عاری ہیں
اپس ہی کے لوگ باعث خواری ہیں :
گویا قزاق بنتے ہوئے ہیں اب اسیر
اپنوں ہی میں کچھ گواہ سرکاری ہیں

ایضاً

حیران ہیں اس زمانے میں ہم جی کے کیا کریں
جائز سہی شراب مگر پی کے کیا کریں
تعلیم اونچے درجے کی ہوتی نہیں نصیب
پھر گھر میں بیٹھکر بچا سے پی کے کیا کریں

ایضاً

اکبر مجھے شک نہیں تری تیزی میں !
اور تیرے بیان کی دلآویزی میں !
شیطان عربی سے ہند میں ہے بیخوف
لاحول کا ترجمہ کر انگریزی میں !

ایضاً

یہ نہیں کہتا کہ ایسا ہی ہو اور ایسا نہ ہو
یہ دعا ہے ان حوادث کی مجھے پروا نہ ہو
دل امید و بیم فردا سے نہ ہو زیر و زبر
ہے یہی کافی حصول مدعا ہو یا نہ ہو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ترکیب دعا کیلئے پیروں کے ہو پیرو
جب وقت دعا ہو تو خدا ہی کو پکارو.
محفوظ رہو شرک سے ہادی کو بھی مانو
میرا تو یہی قول ہے سن لو اے یارو

ایضاً

قاصد ملا جب ان سے وہ کھیلتے تھے پولو
خط رکھ لیا یہ کہکر اچھا سلام بولو
روٹی ملے جو سکھ سے کافی ہے اللہ اللہ
امت کدہ ہے دنیا ہر شے کو کیوں ٹٹولو

ایضاً

تم ملو یا نہ ملو مجھسے ہو یا نہ منو !
ساتھ رہنا ہے اسی ملک میں اے ہموطنو
اہل مغرب یہی کہتا ہوں مبارک ہو یہ قد
آسمان تنگ ہو تم پر مگر اتنا نہ تنو !

ایضاً

جو اصل کار دین ہے وہ فقط وحدت فقط اک ہو
مذاہب کو بہت جانچا بس اپنے منہ میاں مٹھو
جو بھی بات تھی کہدی وہ میں نے دو ہی مصرعوں میں
پڑھیں اب اپنی تصنیفوں کو لاکر پیر و جتھو

ایضاً

خوشدلی عشق میں دستور یہی ہے کہ نہ ہو
ہاں اور انکو بھی تو منظور یہی ہے کہ نہ ہو
مرض عشق بھی کیا چیز ہے جس سے صحت
آرزوئے دل رنجور یہی ہے کہ نہ ہو

ایضاً

بہت رہتی ہے حیران دیکھکر گو قدرت تیری کو
ادا کرتی نہیں چشم تماشا حق حیرت کو
بہت خوش ہے کہ قد لعبت چمن کیمطابق ہے
ہمارے طفل دل نے کھیل سمجھا ہے قیامت کو

ایضاً

خاطر مضبوط دل توانا رکھو ! !
امید اچھی خیال اچھا رکھو !
ہو جائیں گی مشکلیں تمہاری آسان
اکبر اللہ پر بھروسہ رکھو !

ایضاً

اعمال کے حسن سے سنورنا سیکھو
اللہ سے نیک امید کرنا سیکھو
مرنے سے مفر نہیں ہے جب اے اکبر
بہتر ہے یہی خوشی سے مرنا سیکھو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

تہذیب وہ ہے کہ رنگ مذہب بھی ہو
آزاد وہ ہے کہ جو مودب بھی ہو
تمیز وہ ہے کہ خاکساری بھی ہو ساتھ
اونچ وہ ہے کہ اس میں یارب بھی ہو

ایضاً

اللہ کا صدق دل سے جو طالب ہو!
حیرت نہیں گر ملک کا ہم قالب ہو!
ہرگز نہ بڑھیں گے اُس سے نیچر کے مرید
ممکن نہیں جسم روح پہ غالب ہو!

ایضاً

بھولتا جاتا ہے یورپ آسمانی باپ کو
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق اور بھاپ کو
برق گر جائیگی اک دن اور اڑ جائیگی بھاپ
دیکھنا اکبر بچائے رکھنا اپنے آپ کو

ایضاً

اسلام ہی کو بس اپنی ملت سمجھو!
بیگانہ روش میں اپنی ذلت سمجھو!
جو اس کے خلاف رائے رکھے اکبر
خاموش رہو سمجھ کی قلت سمجھو!

ایضاً

جس بات میں تم شکستِ ملت سمجھو!
اس میں شرکت کو اپنی ذلت سمجھو
جو بندہ نفس ہو مخالف اس کا!
قومی غیرت کی اُس میں قلت سمجھو

ایضاً

کچھ منع نہیں ہر اک کی تحریر پڑھو
لیکن قرآن کی بھی تفسیر پڑھو
عظمت دنیا کی جب دبائے دل کو
خالق کا کرو خیال تکبیر پڑھو

ایضاً

حاصل کرو علم طبع کو تیز کرو!
باتیں جو بری ہیں ان سے پرہیز کرو
قومی عزت ہے نیکیوں سے اکبر
اس میں کیا ہے کہ نقل انگریز کرو

ایضاً

دنیائے دنی کی یہ ہوس جانے دو
گلچیں ہو اگر تو خار و خس جانے دو
مالک کے بغیر گھر کی رونق نہیں کچھ
اللہ کو اپنے دل میں بس جانے دو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

شیطان واعظ ہے پنبہ درگوش رہو
غالب ہے اسی کی بات خاموش رہو
بدلا پاتا ہوں مجلس دہر کا رنگ!
مستی کی ہوس نہ ہو تو بے ہوش رہو

ایضاً

اے جد بزرگ کے نواسو پوتو!!
تم میں کوئی کروڑ پتی جو تو!!
کیا رٹتے ہو اپنی ہسٹری کو ہر وقت!
اللہ مدد کرے گا ویسے ہو تو!!

ایضاً

شہوات کی پیروی کا منصوبہ نہ ہو
دولت تری خادمہ ہو محبوبہ نہ ہو
شہرت جو کمال سے ہو پیدا ہو جائے
لیکن یہ تکلفات مطلوبہ نہ ہو

ایضاً

ہوئی ہے نصیب تلخ کامی تم کو
محسوس نہیں ہے اپنی خامی تم کو
اغیار نہیں بنا سکتے تم کو غلام
ہے اپنے ہی نفس کی غلامی تم کو

ایضاً

تدبیر کریں نواس میں ناکامی ہو!
تقدیر کا نام لیں تو بدنامی ہو!
القصہ عجیب خنبق میں ہیں ہندی
یورپ کا خدا کہاں ہے جو حامی ہو!

ایضاً

دیکھی جو نمائش چکاگو[1]!!
دل نے کہا دین سے کہ بھاگو!
اتنے میں اجل پکاری سر پہ!
بس ہو چکا خواب زیست جاگو!

[1] ملک امریکہ میں ایک مقام کا نام ہے۔ جہاں ایک عظیم الشان نمائش ہوئی تھی۔

ایضاً

دینی پہلو کو اے برادر دیکھو
کانٹوں سے ہو محترز گل تر دیکھو
نظم اکبر ہوئی ہے منقوش قلوب
آنکھیں ہوں اگر خدا کا دفتر دیکھو

ایضاً

ادبار کے ہیں یہ دن اولوالعزم نہ ہو
ہوتی ہے شکست مائل رزم نہ ہو!
رونق محفل کی اب نہیں ہے تجھ سے
گوشے ہی میں بیٹھ عازم بزم نہ ہو!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

باپ سے مانگو نہ عشرت نہ چچا سے مانگو
سعی بازو پہ کرو تکیہ، خدا سے مانگو
حسنِ تدبیر بڑی چیز ہے اس دنیا میں
مدد اس کام میں تم عقلِ رسا سے مانگو

ایضاً

دل سے دھرم اٹھا ہے تو ذات بھی توڑو
ویران ہوئی کھیتی تو عمارات بھی توڑو
برباد کرو خوب منوجی کے چمن کو
باقی نہ رہے پھول، تو اب پات بھی توڑو

ایضاً

پالس کے کمر پہ خوشامد باندھو !
یا حجرے میں گھس کے بیٹھو تہمد باندھو
کیا فائدہ ہے فرنگی سے اے شیخ
بہتر ہے یہی کہ اپنی اک حد باندھو

ایضاً

دیندار ہنود درست دین ہو کہ نہ ہو !
قائل اس کی زمانے میں کہیں ہو کہ نہ ہو
مذہب پہ جمے رہو یہ ہے شیخ کا قول
کہدو کہ یقین ہے یقین ہو کہ نہ ہو !

ایضاً

افسوس ان پہ فلک نے پایا قابو !
مطلق نہیں ان میں رنگ ڈھونڈو یا بو
شیخی کو چھوڑ میرزا پہلے سے ! !
بنتے جاتے ہیں اب یہ مسلم بابو

ایضاً

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ !
گلے میں جو اتریں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ !

ایضاً

شوق لیلئے سول سروس نے مجھ مجنون کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو !
جامہ ہستی کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں نزع میں
پھینکئے اب کوٹ کو تہ کیجئے پتلون کو !

ایضاً

دقیانوسی طریق سے منہ موڑو !
شیرازہ مذہبی لغت کا توڑو ! !
بھوکے سے کہو کہ حد تہذیب میں رہو
آنتوں سے کہو کہ قل ھو اللہ چھوڑو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

بے ہنر ہو کر جو بیٹھو طعنۂ حالی سنو ۔ با ہنر ہو کر جو چمکو قوم سے گالی سنو
ہم کو تو پیرِ طریقت نے یہی دی ہے صلاح ۔ قصۂ منصور دیکھو اور قوالی سنو!

ایضاً

تکلفات سے للہ اپنا سر نہ پھراؤ ۔ جو دال روٹی ہو موجود وقت پر وہ کھلاؤ
مجھے بھی چکھو گے کیا رکھ کر خوانِ نعمت پہ ۔ کباب کرتا ہے اب مجھ کو انتظارِ پلاؤ

ایضاً

نیکی کے حق میں کج ادائی نہ کرو! ۔ اللہ کے ساتھ بے وفائی نہ کرو!
بیٹھو بھی رہو گے اور مرو گے بھی ضرور ۔ کہتا ہوں کہ دعوئے خدائی نہ کرو!

ایضاً

میں یہ کہتا ہوں مجھے اچھا کرو احسان ہو ۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مر جاؤ تو کیا نقصان ہو
میں یہ کہتا ہوں مجھے بندہ بنا لو اپنا تم ۔ وہ یہ کہتے ہیں یہ اس سے کہئے جو شیطان ہو

ایضاً

ہر آرزوئے دلی کی تم پیچ نہ کرو! ۔ لالچ میں بہت ضرر ہے لالچ نہ کرو
سینے پہ بتوں کے دسترس مشکل ہے ۔ یو انیٹ ٹُو سخت ہے اسے پچ ٹُو نہ کرو

ایضاً

باتیں ہرگز خلافِ عزت نہ کرو! ۔ دم بھر میں شرارت و بغاوت نہ کرو!
بدنام کرو نہ وضعِ انگریزی کو! ۔ پتلون پہن کے ترکِ طاعت نہ کرو

ایضاً

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو ۔ جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس اک سخنِ بندۂ عاجز کا رہے یاد ۔ اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

ایضاً

سنیں تو آپ قناعت کے غل مچانے کو ۔ وہ کہہ رہی ہے نہ چھوڑو غریب خانے کو
تمہاری حرص بدل کر تمہیں کریگی ہلاک ۔ ہمارا صبر بدل دیگا اس زمانے کو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

میں کیا کہوں شکایت کل کیا تھی آج کیا ہے / جیسا ہی رنج وہ ہے اس کا علاج کیا ہے
قوت نہیں ہے جس میں کیوں چاہتا ہے نیت / جب تخت ہی نہیں ہے پھر فکر تاج کیا ہے

ایضاً

مجھے حیات کی اب احتیاج ہی کیا ہے / اگر مروں نہ تو اس کا علاج ہی کیا ہے
سنا تھا کل کہ ترقی ظہور پائے گی کل / مگر جو غور سے دیکھا تو آج ہی کیا ہے

ایضاً

بتوں کی بات سے دل مائل فریاد ہوتا ہے / مگر کہنا ہی پڑتا ہے بجا ارشاد ہوتا ہے
ہے صیاد کی تعلیم کی ہے دھوم گلشن میں / یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل صیاد ہوتا ہے

ایضاً

نور ہے جب تو یہ مشکل ہے تردد نہ رہے / یہ تو اس وقت نہ رہ جائے کہ تو خود نہ رہے
چھاؤنی میں رہیں صاحب تو وہیں لیڈر بھی / یعنی کیوں ساتھ سلیمان کے ہدہد نہ رہے

ایضاً

نفس تو کہتا ہی ہے ہر دم یہ کرنا چاہئے / کیوں کوئی پوچھے کہ کیونکر جی کے مرنا چاہئے
نفس کی خواہش کے آگے عقل کی سنتا ہے کون / میں کہوں کس سے کہ اس غفلت سے ڈرنا چاہئے

ایضاً

ہو اگر سینے میں ناسور ہوا جاتا ہے ! / غم سے دل خون تھا اب نور ہوا جاتا ہے
دیکھ ہی لو گے زمانے میں قیامت برپا / نالۂ خستہ دلاں صور ہوا جاتا ہے

ایضاً

تم دیکھتے ہو اکبر دنیا کا رخ کدھر ہے / یہ وقت الاماں ہے یہ وقت الحذر ہے
حیرت سے دیکھتا ہوں ہر صاحب خرد کو / اس کی زباں کدھر ہے اس کا دل کدھر ہے

ایضاً

کیا ہو رہا ہے دل میں اثر کچھ نہ پوچھئے / کس پہ پڑی ہے میری نظر کچھ نہ پوچھئے
کیا کر رہی ہے کبر شکن قدرت خدا ! / ہے پوچھنے کی بات مگر کچھ نہ پوچھئے !

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دنیا سے قطع خوب اگر خوش نہ رکھ سکے
آنکھوں کو بند کر جو نظر خوش نہ رکھ سکے
دنیا کی لذتیں جو ملی تھیں وہ ہو چکیں
خوش کر لیا تھا دل کو مگر خوش نہ رکھ سکے

ایضاً

خدا کے باب میں یہ غور کیا ہے ! !
خدا کیا ہے خدا ہے اور کیا ہے !
بڑھاتے کیوں ہو تم لفظوں کے آگے
بساط ذہن پر یہ جوڑ کیا ہے !

ایضاً

جو پوچھا دل سے اس جینے کا کیا مقصود آخر ہے
شکم بولا کہ اسکی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
شکم کی پیٹھ ٹھونکی نفس امارہ نے خوش ہو کر
صدائے باطنی اٹھی کہ یہ کمبخت کافر ہے

ایضاً

دل کی بیتابی ہے ثابت آنکھ کے اظہار سے
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں آنسوؤں کے تار سے
جب طبیعت خوش نہیں تو کیا کرے اچھا مکان
دل بہل سکتا نہیں اپنا در و دیوار سے

ایضاً

حج کیا ہم بھی جب چشم سر نگیں برس لئے
یہ بلائیں اس تماشا گاہ میں تھیں کس لئے
سجدۂ دیر و حرم سے معرفت کس کو نصیب
سنگ در آیا نظر خلقت نے ماتھے گھس لئے

ایضاً

عقل نے اچھی لکھی کل لالہ مجلس رائے سے
جھک کے ملنا چاہیئے ہم سب کو ڈسٹرائے سے
شر کیسا ہی ہو لیکن قلفیئے اسکے ہیں خوب
کون ایسا ہے کہ جو ہو مختلف اس رائے سے

ایضاً

مقابل غیر مذہب کے تو مذہب جوش رکھتا ہی
عموماً ورنہ اپنے آپ کو بے ہوش رکھتا ہے
بجز حق کے جو سالک ہیں وہ مستثنے ہیں اے اکبر
کہ ان کو ساقی توحید ساغر نوش رکھتا ہے

ایضاً

حسین جیسے ہو تم یونہی جو خوش اخلاق ہو جاتے
زمانہ مدح کرتا شہرۂ آفاق ہو جاتے !
حواس و ہوش رخصت ہو چکے دم بھی نکل جاتا
تو فطرت کے جو قرضے ہیں وہ سب بیباق ہو جاتے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

خلق مجھ سے طالب پابندی اخلاق ہے
میری یہ حالت کہ مجھ پر قہقہے بھی شاق ہے
دل کے ٹکڑے کر دیے غم نے جگر خوں ہو گیا
ہوش کا یہ تو ستم دیکھو کہ اب تک چاق ہے

ایضاً

یار کا حسن سب پہ فائق ہے !
واقعی دیکھنے کے لائق ہے !
ان مصائب سے کام ہے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے !

ایضاً

شکر ہے سنی و شیعہ کا ارادہ نیک ہے
طرز طاعت دو سہی ترکیب کالج ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ حلوا یا پلاؤ
خوان مغرب پر مگر دونوں کے آگے کیک ہے

ایضاً

قوم ضعیف تنگ ہے چندوں کی مانگ سے
کالج کے چھوٹے لپٹے ہیں میٹری کی ٹانگ ہے
عالم ہیں چپ جو مستند و باوقار ہیں
گونجا ہوا پریس ہے وفاقی کے سانگ سے

ایضاً

کیا تصور ہے کہ دل جس سے دہل جاتا ہے
دم نکلتے ہی وہ قانون بدل جاتا ہے
وہی فطرت کہ جو تھی حفظ بدن پہ مامور
اسی فطرت سے بدن خاک میں گل جاتا ہے

ایضاً

الحذر اس درد سے جو مشتعل ہو کر رہے
الاماں اس یاد سے جو زخم دل ہو کر رہے
بزم ہستی میں رہا اکبر تو کیا اس کی خوشی
حکم جب یہ ہے کہ بے حد مضمحل ہو کر رہے

ایضاً

معاذ اللہ کیا بیدادئے تقدیر بسمل ہے
تڑپنا سامنے قاتل کے گستاخی میں داخل ہے
وہی قانون فطرت ہے جسے تقدیر کہتے ہیں
جسے قسمت سمجھتے ہیں وہ تدبیروں کا حاصل ہے

ایضاً

کتمانِ رازِ عشق مرے آب و گل میں ہے
خاموش ہے زبان جو کچھ ہے وہ دل میں ہے
افعی زلفِ مس کا تو سودا برا نہیں !
پیچیدگی جو کچھ ہے فقط اسکے بل میں ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

اسٹیشن فنا کی بھی کیا خوب ریل ہے
اس راہ میں ہر ایک پسنجر کا میل ہے
غفلت نے کر دیا جنہیں آزاد وہ تو ہیں
میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے

ایضاً

بلا زینت رنگین دل کو راحت مل ہی جاتی ہے
کلی بیرون گلشن ہو تو وہ بھی کھل ہی جاتی ہے
بھروسہ انتظام عافیت کا کیا ہے دنیا میں
کہ ہر بنیاد آخر اک نہ اک دن ہل ہی جاتی ہے

ایضاً

خدا کہاں ہے جواب اس کا ہر مقام میں ہے
نہ سمجھے کوئی تو کہدو کہ اپنے نام میں ہے
بغیر موت و مصیبت کے چل نہیں سکتا
عجیب راز یہ دنیا کے انتظام میں ہے

ایضاً

ہمیں تو خامشی میں دل سے کام لینا ہے
زبان وہ بزم میں کھولیں جنہیں انعام لینا ہے
نہایت خوشنما کھولی ہیں راہیں آپنے لیکن
وہ رکھیں پاؤں جنکو اپنے سر الزام لینا ہے

ایضاً

چشم و دل میں عکس دنیا کا ہجوم عام ہے
منتہٰی ہنگامۂ ادراک کا انجام ہے
چشم ابراہیم و دور انجم و شمس و قمر!
اس کو کہتے ہیں نظر اور عقل کا یہ کام ہے

ایضاً

کہاں دلوں سے شریعت کا کام چلتا ہے
فقط زبان سے بزرگوں کا نام چلتا ہے
ہوئی طریق بزرگان کی پیروی مفقود
بس ان کے نام پہ لٹھ صبح و شام چلتا ہے

ایضاً

فلسفہ غم کا جسے معلوم ہے!!
ہو مبارک وہ اگر مغموم ہے!!
کر دیا اس کو بصیرت نے خموش،
اب تو اکبر کی نظر کی دھوم ہے!!

ایضاً

ہمیں چمکیں ہمیں ابھریں عبث در پے ہوا اس کے
کرو حمدِ خدا سمجھو خدا چمکا تو ہم چمکے
ہیں مستِ بادۂ عبرت ہوا ہوں اس تصور سے
کہ دو ذرے بھی اب اک جا نہیں ہیں ساغرِ جم کے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

دل شکستہ میں ایمان رہ سکے تو رہے
اجاڑ گھر میں یہ مہمان رہ سکے تو رہے
دل ضعیف کو چارہ نہیں ہے کفر سے اب
اگر زبان مسلمان رہ سکے تو رہے !

ایضاً

ہمہ تن درد کا مضمون ہوا جاتا ہے
حالت ایسی ہے کہ دل خون ہوا جاتا ہے
اتفاق امر مصیبت کو میں سمجھا تھا مگر
اب وہ میرے لئے قانون ہوا جاتا ہے

ایضاً

رندی میں ذرا خوف بتوں کا نہ کریں گے
ڈرنا کبھی ہوگا تو خدا ہی سے ڈریں گے
اس حسن کے عاشق کو فنا ہو نہیں سکتی
جو آپ پہ مرتے ہیں وہ ہرگز نہ مریں گے

ایضاً

جائے تیری ہی محبت میں مجھے وہ جا دے
عیش و کلفت میں رہے محفوظ وہ ایمان دے
منتشر رہتا ہے مکروہات دنیا سے بہت
اس دل مضطر کو یا اللہ اطمینان دے

ایضاً

مہ نور سے سوا ان کا رخ گلفام روشن ہے
یہی جلوے وہ ہیں جن سے خدا کا نام روشن ہے
مرے دل پر ہے شمع صبح کی افسردگی چھائی
ترا رخ زلف میں مثل چراغِ شام روشن ہے

ایضاً

ہے تحتِ فلک میں جو زمیں ہے !
دنیا اچھی جگہ نہیں ہے ! !
شک اس میں نہیں کہ ہے وہی وہ
ہم میں لیکن ہمیں ہمیں ہے ! !

ایضاً

سامنا ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہے
کچھ نہ پوچھو کس قدر بےچین دل سینے میں ہے
کیا ثبات عمر بس اک جنبشِ فطرت کی دیر
زندگی کیا ہے فقط اک عکس آئینے میں ہے

ایضاً

پیرس میں شیخ ہیں مسجد اجاڑ۔ ایوان خالی ہے
کتب خانہ بھرا جاتا ہے اور میدان خالی ہے
جو کچھ چاہیں سنائیں اور سمجھائیں مرے لئے
کہ ان روزوں ہے میری آنکھ بند اور کان خالی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

معنی کی گرہ کہاں کھلی ہے ! !
الفاظ ہی کی دکان کھلی ہے !
ہر واہ کی تہ میں ہے یہاں آہ !
دم بند ہے اور زبان کھلی ہے !

ایضاً

جو انقلاب گذشتہ ہے اک کہانی ہے
جو انقلاب کہ درپیش ہے وہ فانی ہے
اُلجھ کے دام حوادث میں آخرت کو نہ بھول
جو جوش نصیب ہے اس نے یہ بات ٹھانی ہے

ایضاً

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے !
جو کہہ رہے ہیں آپ ہی ہو بھی جائے
بیداری حواس ہے ظلمت کدہ میں بار
افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جائے

ایضاً

فسانے رہ گئے وہ ہیں نہ اُن کا جاہ باقی ہے
وہی دنیائے فانی ہے وہی اللہ باقی ہے
مجھے دشوار ہے ان غافلوں کا ہم نوا ہونا
ہے سینے میں جب تک یہ دل آگاہ باقی ہے

ایضاً

وہ قبلہ رو ہیں جنہیں رو براہ ہونا ہے
بھٹک گئے ہیں وہ جن کو تباہ ہونا ہے
جو آج ساکت و خائف ہیں ساتھ طاعت کے
انہیں کو حشر میں سب پر گواہ ہونا ہے

ایضاً

ہیں مست اس مزے میں جو ہمنے چکھ لیا ہے
صراف کی نظر نے ہم کو پرکھ لیا ہے
اغیار کے عمل کو ہونگے کچھ اور میدان
ہمکو تو اب فلک نے کانچ پہ رکھ لیا ہے

ایضاً

دامن گل پھیل کر اس باغ سے کیا لیگئے
ہو گئے نذرِ خزاں اور داغ حسرت دے گئے
مُردوں پر روتے نہیں روتے ہیں اپنے حال پر
”رہ گیوں“ پر ہے مصیبت جو گئے اچھے گئے

ایضاً

شیخ صاحب آپ کو شیریں مقالی چاہئے
وعظ الفت چاہئے اور خوش خیالی چاہئے
طعن میں غمزے ہیں بخوئی میں نہیں ہے بہتری
مدعی نورِ حق کا ظرف عالی چاہئے

رباعی

پڑے ہیں بسترِ غم پر نہ دانا ہے نہ پانی ہے
نظر تک اٹھ نہیں سکتی یہ زورِ ناتوانی ہے
چمن کا رنگ جوشِ موسمِ گل میں معاذ اللہ
خدا حافظ نگاہوں کا حسینوں کی جوانی ہے

ایضاً

ہمیں خدا کیلئے ہیں بیشک خدا ہمارے لئے نہیں ہے
تو فضا پہ راضی ہوں اور جنہیں ہم مغربی جنت لیے نہیں ہے
یہ طبع اکبر یہ رنگ اکبر یہ اسکی باتیں یہ اسکے نغمے
ادب کے قابل ہے اسکی مستی شراب اگر وہ پیے نہیں ہے

ایضاً

قرآن پڑھکے میری تو قائم ہوئی یہ رائے
صرف دعا رہو نہ آہا ہا نہ ہائے ہائے
گردش کشتی کرینگے عرب میں اب اونٹ بھی
اب تک تو ہند ہی میں بھڑکتی تھی مجھ سے گائے

ایضاً

محوِ اضافہ وہ بت کھیوٹ پرست ہے
کہتا ہے آخرت کا یہی بندوبست ہے
اپنے عیوب پر تو ذرا بھی نظر نہیں
اوروں پہ اعتراض میں ہر وقت مست ہے

ایضاً

مرغی نے کہا خوب کسی کمپ میں لٹ کے
انڈا ہی اچھا ہے کہ بچا جسے کھٹ کے
دیوار شکستہ نے ترقی کی دعا کی ! !
گردوں کی عنایت سے سڑک بن گئی کٹ کے

ایضاً

دل اس کے ساتھ ہے کہ خدا جسکے ساتھ ہے
لیکن خبر نہیں کہ خدا کس کے ساتھ ہے
البتہ پیشِ چشم ہے قانون عافیت
جو نیک اور شریف ہے وہ اسکے ساتھ ہے

ایضاً

میزان نظر میں اپنی قوت. تو نے !
خالی الفاظ کی دوکان کیوں کھولے
اللہ کو ماننے دلیلیں کیسی ! !
اکبر کو کہو کہ خود تو ثابت ہو لے !

ایضاً

آپ اکبر لاکھ مشق خوش کلامی کیجئے
کتنا ہی اظہار اعزازِ دوامی کیجئے !
دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس شوخ کو
یا کھسکئے سامنے سے یا غلامی کیجئے !

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

ہندو کے اتفاق کو گنگا ہی گائے ہے
مرزا کے اتفاق کو مجلس کی ہائے ہے
البتہ شیخ جی کا کوئی مرکز اب نہیں
ہر پیر ہر جواں کی جداگانہ رائے ہے

ایضاً

یہی بحثیں رہیں سب میں وہ کیسے ہیں وہ کیسے تھے
یہی سنتے ہوئے گذری وہ ایسے ہیں وہ ایسے تھے
عمل اوروں ہی کے دیکھا کئے یہ ٹھیک یہ ہیں
ترقی خود نہ کی کچھ رہ گئے ویسے کہ جیسے تھے

ایضاً

جس نے یہ بات کسی اور طرح جانی ہے
اسکے نزدیک یہ بے شک ہے لاثانی ہے
جس نے اشعار ہی میں رنگ تصوف دیکھا
وہ بھی کہدیگا یہ اک رندی روحانی ہے

ایضاً

کتنا ہی ذوقِ سخن ساز سخن ٹھیک کرے
کتنی ہی کوئی امر کی تحریک کرے
میں تو کہتا ہوں یہی اور کہونگا بھی یہی
بات وہ خوب جو اللہ سے نزدیک کرے

ایضاً

کب کہتا ہوں میں شیخ معزز نہ رہیں گے
البتہ یہ ہے خوف کہ مرکز نہ رہیں گے
سچ کہتا تھا معمار کسی وقت میں اکبر
اٹھا دو فٹہ اب یہ مرے گز نہ رہیں گے

ایضاً

مادہ سب میں یہ ہو اک خیالِ خام ہے
اک مذاق طبع ہے جس کا تصوف نام ہے
وہ تو ہے معذور جسکے دل میں اس کا ذوق ہو
اس سے خالی جس کا دل ہو اُس پہ کیا الزام ہے

ایضاً

تعلیموں کو طبیعت ریجکٹ[۱] کرتی ہے
جو دل شکستہ ہیں ان کو سلکٹ[۲] کرتی ہے
ملا ہوں خاک میں خود اس سبب سے میری نظر
گرا کے قصر بگولے ارکٹ[۳] کرتی ہے

ایضاً

منکر کے خیال میں پریشانی ہے!
اس کا منشا فقط ہوس رانی ہے!
دنیا فانی ہے وہ بھی ہے اس کا مقر
لیکن نہ سمجھ سکا کہ کیوں فانی ہے

[۱] انگریزی Reject بمعنی رد کرنا
[۲] Select منتخب کرنا
[۳] Erect بمعنی تعمیر کرنا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

روشن سینے میں شمع ایمان کر دے
دل تیری طرف رہے وہ سامان کر دے
دنیا سے ہو بے خبر ترے شوق میں روح
یارب اکبر پہ زیست آسان کر دے

ایضاً

اک روز بھی تارک تگ و دو نہ ہوئے
فارغ از بحث گندم و جو نہ ہوئے
جمعیت دل کہاں حریصوں کو نصیب
ننانوے ۹۹ ہی رہے کبھی سو نہ ہوئے

ایضاً

ہر اک سے سنا نیا فسانہ ہم نے !
دیکھا دنیا میں اک زمانہ ہم نے
اول یہ تھا کہ واقفیت پہ تھا ناز
آخر یہ کھلا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

ایضاً

ظاہر تری رحمت تہفتہ ہو جائے
بیدار ہمارا بخت خفتہ ہو جائے
کمھلایا ہوا ہے دل ہمارا یارب
بھیج ایسی ہوا کہ وہ شگفتہ ہو جائے

ایضاً

ہر ساعت رحمت بستہ دنیا میں رہے
مغموم و ملول و خستہ دنیا میں رہے
عاشورہ ہے ہر روز پس از قتل حسین
مومن اب دل شکستہ دنیا میں رہے

ایضاً

دیکھا قدرت کا کارخانہ ہم نے
علمی طاقت کو پست جانا ہم نے !
ازبسکہ ضرور تھا کوئی طرز عمل !
نبیوں نے جو کچھ کہا وہ مانا ہم نے !

ایضاً

لفظوں میں اجتماع نہ معنیٰ میں نور ہے
ویران آج کوچہ بین السطور ہے !
شبلی کا خامہ صفحہ ہستی سے اٹھ گیا
اب مد آہ و لحد دل ناصبور ہے !

ایضاً

پہلے کام اپنا پالیسی کرتی ہے !
ہمدردی طبع بے حسی کرتی ہے
تنگی ہوتی ہے بہت خلقت پر
فطرت خود اٹھ کے ثالثی کرتی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعی

نہ میرے لئے اور نہ تیرے لئے ! نہ اشعار یہ ہیں صلے کے لئے !
بہت خوب ہے قول ہادی عزیز ! کہ میں شعر کہتا ہوں اپنے لئے !

ایضاً

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے جو آپ کہہ رہے ہیں یہی ہو بھی جائے
بیداری حواس ہے ظلمت کدے میں بار افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جائے

ایضاً

اثر کی امید کچھ نہیں ہے اس سے شوق فغاں نہیں ہے فلک کے سینے میں دل نہیں ہے ہمارے منہ میں زباں نہیں ہے
شکستہ قبروں کو دیکھتا ہوں ورق الٹتا ہوں ہسٹری کے نشاں اگر ہے تو نام گم ہے جو نام ہے تو نشاں نہیں ہے

ایضاً

میرا دل ان بتوں کے ہاتھ سے واللہ ٹوٹا ہے خدا ہی انسے سمجھیگا خدا کے گھر کو لوٹا ہے
ترے کوچے میں دل نالاں اگر ہے دین سے چھٹکر تعجب کیا ہے اس میں توں کا ساتھ چھوٹا ہے

ایضاً

بحث میں مولوی نہ ہاریں گے ! جان ہارینگے جی نہ ہاریں گے !
مبتلائے بلا تو ہوں غافل ! یہ بھی اللہ کو پکاریں گے !

ایضاً

پیدا جو ہوئے یہ غل مچانے والے دل ان کا نہیں ہیں ہم بڑھانے والے
لیکن یہ ادب کرینگے یہ عرض کہ ہیں اس فن کے حضور ہی سکھانے والے

ایضاً

جو اپر شپ پہ چڑھے تو ایسے کہ بس ہمیں ہیں خدا نہیں ہے جو اپر شپ سے گرے تو ایسے کہ لاش کا بھی پتا نہیں ہے
حیات دنیا کو آیتوں میں خدا نے لہو و لعب بتایا کسی کو ہو کچھ تامل اس میں ہمیں تو شبہ ذرا نہیں ہے

تمام شد

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور یکی دروازہ میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر چھپی)

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گنجینہ ہدایت ترجمہ اردو کیمیائے سعادت

مصنف حجۃ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ معہ سوانحعمری امام صاحب موصوف

از مشہور مورخ اسلام شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مرحوم

یہ تصنیف حضرت امام غزالی رحمت اللہ علیہ کی اس قدر مشہور و معروف ہے۔ کہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ خوبی اس کتاب مستطاب کی فہرست مضامین سے ظاہر ہے۔ جو بوجہ عدم گنجائش مختصراً درج ذیل ہے۔ پوری فہرست مضامین کے لئے ایسے ہی آٹھ صفحے چاہئیں۔ ترجمہ نہایت صحیح و مستند بامحاورہ سہل و سادہ ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے حضرات تاکہ امام صاحب کے حالات والاصفات سے بے خبر نہ رہیں امام صاحب کی سوانح عمری از شمس العلما مولنا شبلی مرحوم کتاب کے شروع میں لگا دی گئی ہے جس سے عمدہ صحیح ترین اور بہترین اور کوئی حالات نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلےٰ مگر قیمت صرف ہے ۸ر

مضمون — مختصر فہرست مضامین کتاب گنجینہ ہدایت ترجمہ اردو کیمیائے سعادت : — مضمون

سوانح عمری امام غزالیؒ + دیباچہ مصنف کتاب

بیان کیمیائے سعادت ابدی

پہلا عنوان نفس کی پہچان کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔

دوسرا عنوان حق تعالےٰ کی معرفت کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں۔

تیسرا عنوان دنیا کی پہچان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔

پہلا رکن عبادات کا اور اسکی دس اصلیں ہیں

پہلی اصل۔ اہل سنت والجماعت کے موافق۔ اعتقاد درست کرنے کے بیان میں۔ اعتقاد کا بیان۔

دوسری اصل طلب علم کے بیان میں اسمیں کئی فصلیں ہیں

تیسری اصل طہارت کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔

چوتھی اصل۔ نماز کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں

پانچویں اصل۔ زکوٰۃ کے بیان میں

چھٹی اصل روزہ رکھنے کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں۔

ساتویں اصل۔ حج کے بیان میں۔

آٹھویں اصل۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بیان میں

نویں اصل۔ حق تعالےٰ کے ذکر میں۔

دسویں اصل۔ اوراد اور وظائف کی ترتیب میں

دوسرا رکن۔ معاملات کے بیان میں اور اسکی دس اصلیں ہیں۔ +

ص م ص چوتھا عنوان۔ آخرت کی پہچان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب ہیں ۔
دوسری اصل ۔ نکاح کے آداب میں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں ۔
تیسری اصل کسب و تجارت کے آداب ہیں ۔ اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں
چوتھی اصل ۔ حلال و حرام اور شبہ کی پہچان کے بیان میں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں ۔
پانچویں اصل خلق کے ساتھ حق صحبت ادا کرنے اور عزیزوں ۔ ہمسایوں ۔ لونڈی غلاموں کے حقوق نگاہ رکھنے کے بیان میں اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں
چھٹی اصل عزلت کے آداب میں ۔
ساتویں اصل سفر کے آداب میں ۔ اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں
آٹھویں اصل سماع و وجد کے آداب اور اس چیز کے بیان میں جو اسمیں حلال و حرام ہے ۔ اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں ۔
نویں اصل ۔ امر معروف اور نہی منکر کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
دسویں اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان میں
تیسرا رکن ۔ مہلکات کے بیان میں ۔ اس کی دس اصلیں ہیں ۔
پہلی اصل نفس کی ریاضت اور برے اخلاق سے پاک و صاف ہونے کے بیان میں اسمیں کئی فصلیں ہیں ۔
دوسری اصل شہوت شکم اور شہوت فرج اور ان دونوں کی حرص توڑنے کے علاج میں ۔
تیسری اصل ۔ باتوں کی حرص کے علاج اور زبان کی آفتوں کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
چوتھی اصل غصہ حسد بغض اور انکے علاج کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
پانچویں اصل ۔ دنیا کی دوستی کے بیان میں اور اس بیان میں کہ دنیا کی دوستی سارے گناہوں کی جڑ ہے ۔ ظاہر کرنا دنیا کی برائی کا حدیثوں کی رو سے
چھٹی اصل مال کی دوستی کا علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف میں ۔ اسمیں کئی فصلیں ہیں ۔
ساتویں اصل ۔ جاہ و حشمت کی دوستی کے علاج اور اسکی آفتوں کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
آٹھویں اصل ریا کے علاج میں جو عبادتوں اور طاعتوں میں پیدا ہوا ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں
نویں اصل کبر اور عجب کے علاج کے بیان میں ۔
دسویں اصل غفلت گمراہی اور غرور کے علاج میں
چوتھا رکن ۔ منجیات کے بیان میں اس کی دس اصلیں ہیں ۔
پہلی اصل توبہ کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں
دوسری اصل منجیات سے صبر و شکر کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
تیسری اصل خوف و رجا کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
چوتھی اصل ۔ رکن منجیات سے فقر اور زہد کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں
پانچویں اصل ۔ رکن منجیات سے نیت صدق اور اخلاص کے بیان میں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں
چھٹی اصل ۔ محاسبہ اور مراقبہ کے بیان میں ۔ اس میں بھی کئی فصلیں ہیں ۔
ساتویں اصل تفکر کے بیان میں ۔ تفکر کی حقیقت ۔
آٹھویں اصل توکل کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں
نویں اصل ۔ محبت ۔ شوق اور رضا کے بیان میں اس کی آگے چار اصلیں اور کئی فصلیں ہیں ۔
دسویں اصل ۔ موت کے یاد کرنے کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔
وغیرہ وغیرہ

المشتہر ۔ شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب لاہور

http://www.muftbooks.blogspot.com/

[illegible]

[illegible] قیمت صرف [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] کا کلام [illegible]

[illegible] مولانا سید [illegible] صاحب [illegible] کا کلام [illegible]

قدرت [illegible] کے نام وقف کر دی۔ اور اس صنف میں سب سے [illegible]

مدحت میں آپکے بادل ہوا سے تعصب [illegible] مسلمین) کے علاوہ جس نے مولانا کے تمام کلام میں سب سے زیادہ شہرت پائی ہے۔ وہ مشہور و معروف نظم بھی درج ہے جو نظم دل افروز کے نام سے موسوم ہے اور جس پر کئی ایک تخمیس اور تضمینیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور جو آپ کے کسی دیگر طبع شدہ مجموعہ میں درج نہیں۔ نظم دل افروز خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ میں ممتاز ہے کہ اس میں کوئی فقرہ ایسا نہیں ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے سند نہ ہو چنانچہ نظم دل افروز میں خود لکھتے ہیں

سچ کہتے ہوئے قرآن کا ہے حرف بحرف ۔۔ کوئی حرف غلط آئے نہ سہواً [illegible]

علاوہ ازیں کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ قیمت صرف ۵ر

پنج گنج حالی یہ مجموعہ مولانا خواجہ حالی پانی پتی مرحوم کی پانچ تصنیفات کا ہے (۱) مثنوی کلمۃ الحق (۲) مثنوی نشاط امید (۳) مثنوی تعصب و انصاف (۴) مثنوی حب وطن (۵) ترکیب بند مسلمانوں کی تعلیم۔ مصنف صاحب موصوف نے اس پنج گنج کے ذریعہ نوجوانان ملک و ملت کو ایسی مفید مطلب اور موجودہ پستی سے نکال کر بام ترقی پر پہنچانے والی پند و نصائح کی ہیں۔ جنکو پڑھ کر بے اختیار مولانا موصوف کے حق میں دعائے خیر نکلتی ہے۔ اور اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کے دل میں ملک و ملت کا درد کیسا کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ جو ہر رنگ کی نظم میں ظاہر ہو کر رہا۔ اگر ایک طرف اس حالی القوم نے مسدس مد و جزر اسلام لکھ کر تمام قوم کی سب سے بڑی خدمت کی ہے۔ تو دوسری طرف اس پنج گنج کے ذریعہ سے بھی کچھ کم خدمت نہیں کی۔ پڑھئے اور فائدہ اٹھائیے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ قیمت صرف ۳ر

مہ شیخ جان محمد الٰہ بخش تاجران کتب لاہور۔ بنگلہ ایوب شاہ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تحفۃ السالکین ترجمہ اردو ارشاد الطالبین

(مصنفہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ کتاب مستطاب مفید ہر شیخ و شاب حضرت کی مشہور و معروف تصنیفات سے ہے جسکو حضرت نے اسلئے لکھا تھا تاکہ [illegible] ولایت کی حقیقت معلوم کریں۔ اور اس میں [illegible] اور گناہ سے بچیں۔ اور اصحاب اہل طریقت منزل مقصود کو پہنچیں۔ خوبی اس کتاب لاجواب کی فہرست مضامین سے ظاہر ہے۔ جو عدم گنجائش کے باعث مختصر درج ذیل ہے کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ [illegible]

مختصر فہرست مضامین کتاب مستطاب اسلئے یہ تحفۃ السالکین ترجمہ اردو ارشاد الطالبین!

مضمون

مقام اول۔ ولایت کا ثبوت اور اسکے متعلق کا بیان

پہلی فصل۔ ولایت کا ثبوت۔

دوسری فصل۔ ولایت کی تحقیق

تیسری فصل۔ خوارق عادات کا بیان

صوفی کا قلب بالطبع حرام سے متنفر ہوتا ہے۔

مسئلہ اولیاء اللہ کا کشف اور الہام علم ظنی کا موجب ہے

کشف اور الہام پر عمل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ کشف۔ الہام۔ احادیث آحاد۔ قیاس جامع [illegible]

[illegible]

[illegible] کشف میں غلطی کا احتمال زیادہ ہے

[illegible] کی طرف ایک نسبت ہے

[illegible]

[illegible] کے آداب کا بیان

[illegible]

مضمون

مسئلہ۔ زیارت قبور کے وقت سنت کیا ہے۔

مسئلہ پیغمبر خدا اور اولیاء کرام کے مقابر کی [illegible]

مقام سوم کاملوں اور مرشد کے آداب کا بیان

فصل اول کاملوں کو بھی طلب مزید لازم ہے

مسئلہ ولی کامل کو چاہئے کہ لوگوں کو اپنے فیض کی طرف توجہ [illegible]

مسئلہ ولایت اور ارشاد کا جھوٹا دعوے کرنا [illegible]

فصل دوم شیخ کا مرید سے سلوک کا بیان

مسئلہ شیخ کو چاہئے کہ طریقہ کو بیان کریں [illegible]

مسئلہ مسند نشین پیر کو چاہئے کہ [illegible]

مقام چہارم۔ قرب الٰہی کے اسباب اور اسکی ترقی کا بیان

فصل آفاقی اور نفسی سیر کا بیان

فصل عبادات کی بیکابیک کا بیان

فصل شیخ کی تاثیر کا بیان

مسئلہ [illegible]

مسئلہ [illegible]

مسئلہ اجتبا اور ہدایت میں فرق

مسئلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مقام پنجم۔ حقیقت قرب الٰہی کا بیان

[illegible]

المشتہر شیخ جان محمد اللہ بخش [illegible]